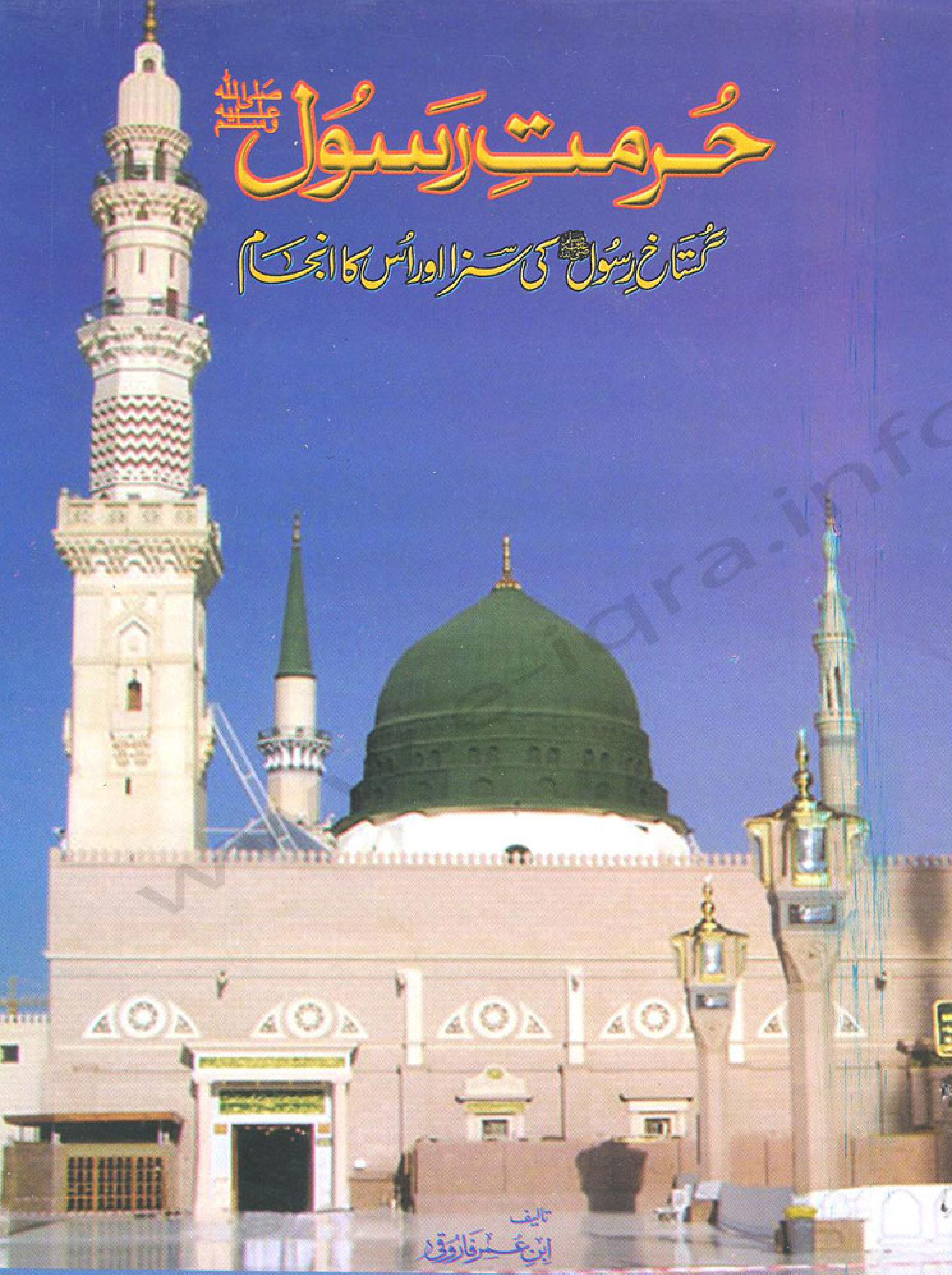


عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم۔اے جناح روڈ، کراچی

فون نمبر: 021-32780337, 34234476 فیکس: 021-32780340

اِنتساب

- سرورِ کونین سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام...
  جنھوں نے خیر و رحمت اور شجاعت و وفاء کے معنی سمجھا دیئے۔
- اُن پاک ہستیوں کے نام...
  جنہوں نے سچی محبت کا ثبوت دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں۔
- ایسے ربانی علماء کے نام...
  جو اللہ کے دین کے سلسلہ میں حق بات کہتے ہوئے کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے اور سوائے خالق کے کسی سے خوف نہیں کھاتے۔
- ان مسلمانانِ عالم کے نام...
  جو کفر کی تاریکی کے افق پر نورِ ہدایت کے متلاشی ہیں۔
- ہر اُس مومن کے نام...
  جو نبیِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اہلِ بیت کے ساتھ سچی محبت کا دم بھرتا ہے۔
- اُن پاک دامن و پاکیزہ مومنات کے نام...
  جو نئی نسل کی تیاری میں اس لیے جدوجہد کرتی ہیں تاکہ وہ اسلام کے مجاہد بن کر دین و ملت کے دفاع کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما

نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ لیکن اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ رب العزت ہر چیز کا جاننے والا ہے (الاحزاب)

''تحفظ ختم نبوت''

''ختم نبوت تقدیر کائنات پر وہ مہر کامل ہے' جس کی پاسبانی کا فریضہ اس امت پاک کے سپرد کیا گیا ہے۔ ہم اپنے قلم سے' اپنے عمل سے' اپنے آنسوؤں سے' اپنی محبت کے چراغوں سے اس کی پاسبانی کا حق ادا کرتے ہیں' اسی فریضے کی ادائیگی سے اس دنیا کا جمال اور وقار وابستہ ہے' جسے اسلامی دنیا کہتے ہیں۔

آج جبکہ فتنوں کا دروازہ کھل چکا ہے اور بلائیں ختم نبوت کے تصور پر بھیس بدل کر حملہ آور ہو رہی ہیں' اس کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو جانا چاہئے اور مجھے یقین ہے کہ اس سعادت کے حصول میں پاکستان صف اول میں ہوگا اور میدان حشر میں انشاءاللہ جب آقائے دو جہاں یہ سوال فرمائیں گے کہ جب میری ناموس نبوت زد پر تھی تو تم نے کیا کردار ادا کیا تھا؟ اس وقت اہل پاکستان اپنے الفاظ کا نذرانہ بھی پیش کریں گے اور اپنے لہو کا تحفہ بھی پیش کریں گے' خدا سے دعا ہے کہ اس فہرست عاشقان میں کہیں آپ کا نام بھی درج ہو' کہیں اس عاجز کا م بھی درج ہو' یہی وہ عظیم نعمت ہے جو جھولی پھیلا کر خدا کی بارگاہ سے طلب کی جا سکتی ہے اور بیشک وہ سمیع و بصیر ہے:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(چیف جسٹس میاں محبوب احمد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ أُولٰئِكَ فِي الْأَذَلِّيْنَ. (المجادلہ:۲۰)

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، یہ لوگ سخت ذلیل لوگوں میں ہیں۔''

یہودی اور عیسائی اور ان کے لے پالک ٹاؤٹ آغازِ اسلام سے ہی اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن چلے آرہے ہیں۔ جس طرح سانپ اور بچھو کی سرشت میں ہے کہ وہ ڈستا اور ڈنگ مارتا ہے، اسی طرح ان موذیوں اور ملعونوں کی خصلت میں ہے کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی توہین و تنقیص کر کے اہل اسلام کے قلوب کو مجروح اور زخمی کرتے ہیں، ایسے ناپاک اور ذلیل لوگوں کا علاج قرآن کریم یہ بتلاتا ہے کہ:

مَلْعُوْنِيْنَ أَيْنَمَا ثُقِفُوْا أُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا. (الاحزاب:۶۱)

ترجمہ: ''وہ بھی پھٹکارے ہوئے، جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جائے گی''۔

اسی پر آقائے دوجہاں خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا، اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کر کے دکھلایا اور اس کے بعد فقہا، علما اور اسلامی حکمرانوں نے عمل کرایا۔ ان گستاخان رسول نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنانے پر مقابلہ کا اعلان کر کے ایک بار پھر مسلمانوں کو تڑپانے اور شمع رسالت کے پروانوں کے دل سے عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ کو بجھانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ ایسے بدباطن اور بری خصلت کے لوگوں بارے میں قرآن کریم اور احادیث رسول کی نصوص قطعیہ، اجماع صحابہ کرام اور فقہاء اسلام کی تصریحات اور امت مسلمہ کا تعامل کیا رہا ہے تاکہ اس پر عمل پیرا ہو کر اپنے نبی کی عزت و حرمت کی حفاظت کا فریضہ ادا کیا جائے۔

محترم و مکرم جناب ابن عمر فاروقی صاحب نے قرآن، حدیث، صحابہ کرام رضی

اللہ عنہم کا عمل اور فقہا کی تعلیمات جیسے دلائل کو اپنی کتاب ''حرمت رسول یعنی گستاخ رسول کی سزا اور اس کا انجام'' کی زینت بنایا ہے، تا کہ امت مسلمہ خواب غفلت سے ہوشیار ہو اور دلائل سے مسلح ہو کر نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی پاسبانی کا کما حقہ فریضہ سر انجام دے۔ کتاب اپنے موضوع پر بہترین دستاویز ہے۔ اللہ تعالیٰ مولف کو دنیا میں صحت و عافیت اور آخرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین۔

(مولانا) محمد اعجاز مصطفیٰ

مدیر معاون: ماہنامہ ''بینات'' کراچی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

نگران شعبہ تصنیف و تالیف، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

عرضِ حال

بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا خالق اور مالک ہے، ہم اسی کی حمد کرتے ہیں، اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی کی پناہ میں آتے ہیں اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال سے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اور اُس کی مخلوق میں چُنے ہوئے اور اللہ کے خلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہدایت کی کتاب اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام باطل ادیان پر غالب کرے اگرچہ کافروں کو براہی لگے۔ درود وسلام ہو حضرت محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل پر، آپ کے اصحاب پر اور اُن لوگوں پر جنہوں نے آپ ﷺ کی ہدایت کی پیروی کی اور آپ ﷺ کی سنت کو حرز جان بنایا۔

ہم اللہ جل شانہٗ کے ثناء خواں اور شکر گزار ہیں کہ اُس نے ہم پر اپنا فضل فرمایا اور ہمیں اشاعتِ دین کی توفیق عطا فرمائی، اس طریقہ سے کہ جو اُس پاک ذات نے ہمارے لیے منتخب فرمایا۔

یوں تو رسول کریم ﷺ کی سیرت پر اور آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کرنے پر ہر دور میں بہت محنت کی گئی۔ آپ ﷺ کی شان میں ایک سے بڑھ کر ایک شاہکار کتابیں لکھی گئیں، لیکن ناموسِ رسالت ﷺ پر امتِ مسلمہ کا شعور اس طرح بیدار نہ ہوسکا جیسا کہ اس کا حق تھا۔ حرمتِ رسول ﷺ کے سلسلہ میں قرآن کیا کہتا ہے، خود نبی ﷺ کا کیا رویہ رہا، اصحابِ رسول نے کیا ردعمل ظاہر کیا۔ فقہ کے تحت کیا شرعی احکامات ہیں، ان باتوں سے آج کا عام مسلمان تو ایک طرف، دین پر چلنے والے باعمل لوگ بھی اکثر نابلد ہیں۔

موجودہ دور میں جبکہ کفّار نے ہمارے پاک نبی ﷺ کی توہین کو اپنا وتیرہ بنالیا ہے اور وقتاً فوقتاً مسلمانوں کے ایمان اور حضور اکرم ﷺ سے ان کی محبت کا امتحان لیتے رہتے ہیں کہ اب ان میں کتنا دم رہ گیا۔ پھر جب مسلمان بھرپور آواز اٹھاتے ہیں تو یہ گستاخ

کافر مبہم الفاظ میں معذرت کر لیتے ہیں جس سے مسلمانوں کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ کیا شریعت کسی امّتی کو یہ حق دیتی ہے کہ گستاخِ نبی ﷺ اور اس کے سرپرستوں کو معاف کر دے اور ان کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کا خیال دل سے نکال دے؟ (جو ایک مسلمان پر انفرادی طور پر بھی واجب ہے)۔ اس بارے میں آج کے مسلمانوں کا عوام کا طبقہ نہ کچھ جانتا ہے اور نہ ان کی کھل کر رہنمائی کی جاتی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ بھی ہے کہ آج پوری دنیا میں کسی جگہ مکمل طور پر شرعی اسلامی حکومت نہیں ہے۔ انفرادی اعمال مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، تبلیغ وغیرہ سے تو کفّار بھی اپنے ملکوں میں نہیں روکتے، جبکہ جہاں کسی نے اجتماعی شرعی احکامات جیسے حدود و قصاص، جہاد، اسلامی طرزِ معاشرت، اسلامی قوانین کے نفاذ وغیرہ کی "عملی" کوشش کی، اس پر مسلم حکمرانوں کی طرف سے ہی دہشت گردی اور دہشت گردوں کا ساتھی ہونے کا لیبل لگ جاتا ہے اور اسے قید و بند اور ٹارگٹ کلنگ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے آج امّتِ مسلمہ کو عمومی طور پر "وہن" لاحق ہو چکا ہے یعنی دنیا کی محبت اور موت کا خوف۔

ایسے میں جہاں اللہ جلّ شانہ، نے جنت کے اعلیٰ درجات کے حقدار، اپنے چنے ہوئے بندوں کو دین کی حفاظت کے لیے میدانوں میں بھیجا، وہاں ہمیں اس کام کے لیے کھڑا کیا جو اس نے ہمارے لیے منتخب فرمایا۔ ہمیں حرمتِ رسول ﷺ اور گستاخانِ رسول ﷺ کی سزا کے موضوع پر لکھنے پہ امّتِ مسلمہ کے لیے اس درد نے بھی تحریک دی کہ آج کا عام مسلمان اس بارے میں لاعلم ہے اور کفّار کے لیے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہوئے ایسے الفاظ زبان پر لاتا ہے جو بلاشبہ اس کے دین سے خارج ہونے کا سبب بن سکتے ہیں۔ اور ایسا نہ ہو کہ بروزِ حشر لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہوں کہ ہم تو مسلمان ہیں، جنت میں ہی جائیں گے اور فرشتے ان کو گھسیٹ کر کافروں اور منافقین کی صف میں کھڑا کر دیں اور ان کے اعمال اکارت ہو جائیں، ان کے لیے میزان ہی نہ رکھا جائے۔ لہٰذا اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ بطورِ حجت ایک بار پھر امت کے سامنے قرآن وحدیث، فقہ و تاریخ کی روشنی میں گستاخِ رسول ﷺ کے بارے میں حکم واضح کر دیا جائے۔

عظمتِ رسالت دین و ایمان کی بنیاد ہے۔ دشمنانِ اسلام یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد کو منہدم کر دیا جائے اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس بنیاد کی

حفاظت کے لیے اپنی ساری توانائیاں صرف کر دیں تا کہ کل بروزِ حشر بارگاہِ الٰہی اور دربارِ نبوی ﷺ میں سرخرو ہوں۔

یہاں ہم نے رسول اللہ ﷺ کی شخصیت میں ''جلال'' کے پہلو کو بھی نمایاں کیا ہے، جس سے یقیناً اہل علم تو واقف ہی ہیں، لیکن عام مسلمانوں کے لیے اُچنبھے کی بات ہے، کیونکہ عمومی طور پر ان کو اس حوالے سے لاعلم ہی رکھا گیا ہے۔ واللہ ہم وہ نہیں جو اپنے نبی ﷺ سے جھوٹی باتیں منسوب کریں اور دین میں غلو کریں، اور نہ ہم وہ ہیں جو طاغوت سے خوف کھا کر حق بات کہنے سے رک جائیں۔

ہم ان تمام مومنین اور مومنات کے شکر گزار ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ان کی دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے دعا گو ہیں، جنہوں نے اُس طرح مدد کی جیسے اللہ جل شانہٗ نے ان کے لیے پسند کیا، اگر اس سلسلے میں ہم سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے معافی کے طلبگار ہیں۔

...تمام تعریفیں ربِ کائنات کے لیے ہیں اور درود و سلام ہو حضرت محمد ﷺ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر...

حرمتِ دینِ محمدؐ کے نگہبانو اُٹھو
شعلہ سامانی دِکھاؤ، شعلہ سامانوں اُٹھو
فتنہ یہ اٹھا ہے ہنگامہ اٹھانے کے لیے
مشعلِ نورِ محمد ﷺ کو بجھانے کے لیے
یہ بلا آئی ہے تم سب کو جگانے کے لیے
غیرتِ دینی تمہاری آزمانے کے لیے
تم ہو ناموسِ محمد ﷺ کے نگہباں یاد ہے؟
تم مسلماں ہو، مسلماں ہو، مسلماں یاد ہے؟

کراچی۔ پاکستان

ابن عمر فاروقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾

ترجمہ: ''بے شک جولوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا و آخرت میں ان پر لعنت ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے''۔(احزاب، آیت ۵۷)

اے خاصہ خاصان رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

آج امت جس پستی و زبوں حالی کا شکار ہے، اس میں غیروں سے کیا گلہ کیجئے، خود مسلمان ہی غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ اپنی حالت بدلنا ہی نہیں چاہتے بلکہ الٹا جگانے والوں پر ہی چیخنے لگتے ہیں۔ اپنی تاریخ سے نابلد ہیں اور جاننا بھی نہیں چاہتے۔ دین کے احکامات سے واقفیت نہیں اور واقف ہونے کے لیے وقت بھی نہیں۔ ان کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کفار نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مسلمانوں میں یہ سوچ پروان چڑھا دی کہ اسلام تو امن کا مذہب ہے۔ دوسری قومیں کتنا ہی ظلم کریں، ہمیں غصہ میں نہیں آنا۔ لڑنا، دہشت گردی ہے۔ اسلحہ رکھنا، شدت پسندوں کا کام ہے۔ ایک انسان کا قتل ساری انسانیت کا قتل ہے۔

جی ہاں بات بھی کچھ یوں ہی ہے۔ اسلام سے زیادہ امن و آشتی اور رواداری کا درس کسی مذہب نے نہیں دیا۔ قتل و غارت گری تو دور کی بات ہے، اسلام نے لڑائی جھگڑے سے بھی منع کیا ہے۔ لڑنا جھگڑنا تو چھوڑیے، گالی گلوچ سے بھی روکا گیا ہے۔ بدزبانی بھی

بڑی بات ہے، ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارنے کو بھی منع کیا گیا ہے، لیکن جہاں قتال کا حکم آ گیا، وہاں قتل کرنا عظیم ثواب ہے اور اس شرعی حکم کا انکار کرنے والوں کے لیے قرآن جہنم کی وعیدیں سناتا ہے۔

اسی طرح غصہ کرنے کے بجائے صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن جہاں پر دین کی خاطر غیرت کھانے اور غصہ جاری کرنے کا حکم ہے، وہاں صبر کرنے والا الٹا گنہگار رہے اور بعض صورتوں میں اس پر جہنم واجب ہو جاتی ہے۔

آج عمومی طور پر امتِ مسلمہ غیرت سے عاری اور بے حسی کی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ ہمارے پاک نبی ﷺ کی شان میں وقتاً فوقتاً نئے طریقوں سے توہین کی جا رہی ہے۔ کبھی ان کی ذاتِ اقدس پر ہرزہ سرائی کی جاتی ہے، کبھی ان کے طرح طرح کے خاکے بنا کر مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اب تاریخ دے کر سالانہ مقابلہ کرایا جا رہا ہے۔ یہ موقع مسلمانوں کے لیے صبر اور مصلحت کا نہیں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

''جس شخص کو غصہ دلایا جائے اور وہ غصے میں نہ آئے وہ گدھا ہے''۔

جبکہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس واقعہ کی سنگینی کا احساس نہیں رکھتی اور نہ اس بارے میں شرعی احکامات سے واقف ہے، اس لیے یہ باتیں سن کر اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو جاتی ہے۔ کوئی شخص لا الہ الا اللہ پڑھ کر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ زبان اور دل سے محمد رسول اللہ کا اقرار نہ کر لے۔ نبی ﷺ پاک کا فرمان ہے کہ ''خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں ہو سکتا جو اپنے ماں باپ سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے''۔ (بخاری شریف)

جبکہ یہاں مسلمان اپنے اوپر طاری جمود توڑنا نہیں چاہتے، دنیا کی آسائشوں کی لت ایسی لگی ہے کہ جوش میں آ کر کسی مصیبت میں پڑنا نہیں چاہتے اور ناموسِ رسالت پر قربان ہونے کے بجائے حیلے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور کم علمی کی وجہ سے اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی خود اپنے لیے بدلہ نہیں لیا، آپ ﷺ کو پتھر مارے گئے ...... آپ ﷺ پر کوڑا پھینکا گیا...... لیکن آپ ﷺ اُف تک نہ کیا تو ہم کیوں غصہ کریں۔

ہمیں کفار کی باتوں کی پرواہ کیے بغیر ترقی کی راہوں پر گامزن رہنا چاہیے۔ پھر مسلمان کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود کمزور ہیں، بدلہ لینے کی طاقت نہیں رکھتے، اس لیے بھی تصادم کی پالیسی سے گریز کرتے ہیں۔

قرآن اور اسلامی تاریخ سے ناآشنا مسلمان یہ نہیں جانتے کہ ابتدائی دور میں اسلام کمزور تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اکیلے دعوت دینی شروع کی، پہلے چھپ کر صرف قریبی عزیزوں کو دعوت دی، پھر جب دعوت کو عام کرنے کا حکم آیا تو کھلے عام دعوت دی۔ ٹکراؤ کی کیفیت سے گریز کیا، لیکن دوٹوک بات کی۔ کافر اسلام کو پھیلتے دیکھ کر بوکھلاہٹ کا شکار ہوئے اور درمیان کا معاملہ کرنے پر راغب کرنے لگے کہ کچھ باتیں ہم تمہاری بھی مانیں گے مگر ہمارے خداؤں کو کچھ نہ کہو۔ حضور ﷺ نے اس وقت بھی جبکہ مکہ میں قلیل اور کمزور تھے، دین کے معاملے میں کسی مصلحت سے کام نہ لیا اور دوٹوک جواب دیا کہ:

"اگر تم میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج رکھ دو،
جب بھی میں توحید کی دعوت سے باز نہ آؤں گا"۔

مکہ کی تیرہ سالوں کی دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں تقریباً ۲۰۰ مسلمان ہوئے تھے، جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔ مسلمانوں کو کندن بنایا جا رہا تھا اور اجازت مانگنے کے باوجود صبر کرنے کے احکامات دیئے جا رہے تھے۔ دین مکہ میں مکمل نہیں ہوا تھا۔ مکہ مکرمہ میں نبوت کے تیرہ سالوں میں اسلام کا فلسفہ حیات قرآن پاک کے ذریعے سے تھم تھم کر نازل ہوتا رہا۔ یہ سارا نزول واقعاتی ہے کہ ساتھ ساتھ رہنمائی بھی ہوتی رہی اور لوگوں کے اعتراضات کے جواب بھی ملتے رہے۔ لوگوں کے رویے پر اللہ پاک تبصرہ بھی کرتے رہے اور حضور ﷺ کی ڈھارس بھی بندھاتے رہے۔

عاص بن وائل نے کہا کہ حضور پاک کا کوئی بیٹا نہیں اور بے نام رہیں گے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ کوثر اتاری کہ "بتحقیق تیرا دشمن بے نسل ہے"۔ ابولہب نے ظلم کیے تو سورہ لہب اتاری کہ "ہاتھ ٹوٹیں ابولہب کے"۔ اللہ جل شانہ اپنے حبیب کو خود تسلی دے رہا ہے لیکن مسلمانوں کو لڑنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ امام ابو عبداللہ الحلیمی ان مراحل کو کس

خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی)

۱) سب سے پہلے خود آپ ﷺ کی ذات کے بارے میں احکام نازل ہوئے۔

۲) آپ ﷺ پر کافروں کو تبلیغ کرنے کا حکم نازل ہوا۔

۳) آپ ﷺ کو اس بارے میں کچھ خوف محسوس ہوا تو پھر ڈھارس بندھائی گئی۔

۴) جب کافروں نے دعوت سن کر مذاق اڑایا، آپ ﷺ کو جھٹلایا تو صبر کا حکم نازل ہوا۔

۵) پھر آپ ﷺ کو ان سے اعراض کرنے کا حکم دیا گیا۔

۶) پھر آپ ﷺ کے سوا دوسرے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دی گئی۔

۷) پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا۔

۸) پھر مسلمانوں کو ان لوگوں سے قتال کی اجازت دی گئی جو مسلمانوں سے قتال کریں۔

۹) پھر خود جہاد شروع کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

۱۰) پھر اللہ تعالیٰ نے جہاد کو فرض کر دیا اور مکہ میں پیچھے رہ جانے والوں پر ہجرت فرض کردی اور جہاد و قتال کو ایسی لازمی چیز قرار دے دیا گیا جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى أَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ ۲۱۶)

ترجمہ: ”قتال کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعًا) برا لگتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی بات کو برا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ممکن ہے تم ایک کام کو بھلا سمجھو اور وہ تمہارے حق میں برا ہو“۔

﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (البقرہ:۲۴۴)

ترجمہ: ”اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں“۔

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ﴾ (انفال:۳۹)

ترجمہ: ”اور تم کفار سے اس وقت تک لڑو کہ فساد باقی نہ رہے اور دین پورا اللہ ہی کا ہو

جائے''۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَۃً وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ﴾ (التوبہ ۱۲۳)

ترجمہ: ''اوراپنے قریب کے کافروں سے لڑو اور چاہیے کہ وہ تمہارے اندر سختی پائیں''۔

اللہ کے حکم کے مطابق دین کی دعوت میں اب Aggressive Approach آگئی ہے۔اب اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام ہی نافذ ہوگا۔دعوت کا انداز اب حربی کافروں کے لیے یہ ہے کہ یا تو دعوت قبول کرو یا جزیہ دو، ورنہ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔البتہ ہماری جنگ بھی شریعت کے دائرے میں ہوتی ہے اور کفر کی طاقت وشوکت توڑنے کے بعد اخلاق سے ہی اسلام کا گرویدہ بنایا جاتا ہے۔جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ۝﴾ (التوبہ ۲۹)

ترجمہ: ''لڑو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ آخرت کے دن پر اور حرام نہیں سمجھتے ان چیزوں کو جنہیں اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے اور سچے دین اسلام کو قبول نہیں کرتے۔اہل کتاب میں سے یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ دینا منظور نہ کرلیں''۔

﴿فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ﴾ (محمد:۴)

ترجمہ: ''پس جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان کی گردنیں مارو''۔

جی ہاں اب دعوت کا اسلوب اللہ کے حکم سے بدل گیا ہے۔مکہ میں آپ کو حضور پاک ﷺ کے ''جمال'' کی جھلک نظر آئی تھی۔اب مدینے میں حضور پاک ﷺ کا ''جلال'' بھی دیکھیں۔مدینے میں مسلمانوں کو ایک مرکز اور ایک فوجی مستقر مل گیا۔یہاں نبی ﷺ کے ساتھ ۱۳ سال مکہ میں ظلم کی بھٹی میں تپ کر کندن بننے والے مہاجر صحابہ کرامؓ ہیں

اور اپنے آل واولاد اور مال کو داؤ پر لگانے والے نبی ﷺ کی سچی محبت سے سرشار انصارؓ مدینہ بھی ہیں۔ ان کے ساتھ اللہ کی مدد ہے اور تلوار کی طاقت کو پیچھے رکھتے ہوئے دعوت وتبلیغ میں اللہ کی بھرپور تائید اور حکم بھی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں "دین تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہی ہے" اور فرماتے ہیں:

﴿هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (التوبہ، ۳۳)

ترجمہ: "اللہ نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی کتاب اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے"۔

ان حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اب ہم اپنے اصل موضوع حرمتِ رسول ﷺ کی طرف آتے ہیں۔ کیا اب بھی کسی کی مجال تھی کہ نبی ﷺ پر جان چھڑکنے والے صحابہ کرامؓ کے ہوتے ہوئے نبی ﷺ پر کوڑا پھینکتا یا اوجھڑی ڈالتا اور زندہ لوٹ جاتا؟ اپنی عقل سلیم استعمال کر کے سوچیے کہ جس اللہ نے جانوروں کو بھی اپنی حفاظت کی حس اور ہتھیار دیے مثلاً شیر کو دانت اور پنجے تو بکری کو سینگ دی۔ مچھر، مکھی کو بھی پر اور ڈنک دیے، یہاں تک کہ سانپ بچھو کو بھی زہر دیا تو کیا وہ اللہ اپنے محبوب نبی ﷺ کو یونہی بے توقیر و بے آسرا چھوڑ دے گا اور نبی ﷺ بھی وہ جو تمام نبیوں کے امام ہیں۔ آپ ﷺ کی ناموس کی حفاظت کے لیے کیا اللہ نے کوئی حکم نہیں دیا ہوگا؟ کیا اللہ اپنے چنے ہوئے بندوں کو حرمتِ رسول کی حفاظت کے لیے کھڑا نہیں کرے گا؟ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا﴾ (احزاب، آیت ۵۷)

ترجمہ: "بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا وآخرت میں ان پر لعنت ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

امام ابن تیمیہؒ وضاحت فرماتے ہیں کہ "لوگوں کو اس وقت معاف کیا جاتا تھا جب اسلام کمزور تھا اور تالیفِ قلب کی ضرورت تھی، لیکن بعد میں خود رسول اللہ ﷺ نے

معافی کو موقوف فرما دیا تھا۔ اب یہ حق کسی اُمتی کو نہیں کہ گستاخِ رسول کو معاف کر سکے"۔
(الصارم المسلول، ص ۲۵۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔
ترجمہ: مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم دیا گیا کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کرتا رہوں جب تک کہ وہ لا الہٰ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں، پھر جب وہ لا الہٰ الا اللہ کا اقرار کرلیں گے تو ان کے جان و مال سوائے شرعی حق کے ہم سے محفوظ ہو جائیں گے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔ (بخاری شریف)

جہاں حضورِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، وہیں یہ بھی فرماتے ہیں کہ "میں نبیُ الملاحم (جنگوں والا نبی) ہوں، میری روزی نیزے کی انی میں رکھی گئی ہے، جنت تلواروں کے سائے میں ہے، اللہ تعالیٰ نے ایک میل کی مسافت تک میرا رعب رکھا ہے۔" لٰہذا فتنے سے اور فتنہ پروروں سے زمین کو پاک کرنا رحمت کے خلاف نہیں بلکہ عالمِ انسانیت کے لیے عین رحمت ہے۔

گستاخِ رسول ﷺ کی سزا اور اس کا انجام

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں، جن کے دنیا و آخرت میں اعمال ضائع ہوئے اور یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔ (التوبہ، ۶۹)

یعنی جس نبی ﷺ کے توسط سے اعمالِ صالحہ نصیب ہوتے ہیں، اس ذاتِ عالی ﷺ کی تکریم و تعظیم نہ کرنے سے اور ان کی شانِ اقدس میں گستاخی کے مرتکب ہونے سے تمام اعمالِ صالحہ غارت ہو جاتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"اگر کوئی شخص اپنے نبی کی شان میں گستاخی سن کر خاموش رہے، وہ اس نبی کی امت سے خارج ہو جاتا ہے"۔

ملاحظہ کیجیے، گستاخی کا ارتکاب کرنا تو درکنار کسی دوسرے ملعون کے منہ سے نبی

ﷺ کی شان میں گستاخی کے کلمات سن کر خاموش رہنا بھی ارتداد ہے۔

(تحفظ ناموسِ رسالت اور گستاخِ رسول کی سزا، ص ۳۲۳، شائع کردہ عالمی تحفظ ختم نبوت، ملتان)

قرآنی نصوص، احادیث مبارکہ، عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم، فتاویٰ ائمہ اور اجماع امت سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے کہ توہینِ رسالت کے مرتکب، گستاخِ رسول ﷺ کی سزا قتل ہے، اس کی معافی کو بھی قبول نہیں کیا جائے گا، جبکہ آج بعض روشن خیال مسلمان کہتے ہیں کہ چاند پر تھوکنے سے چاند کی حیثیت کم نہیں ہوجاتی۔ کافر تو اپنے نبیوں کی بھی عزت نہیں کرتے، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے، حالانکہ دنیاوی زندگی میں ان کے اصول مختلف ہیں، اگر کوئی ان کے باپ کو گالی دے تو لڑنے مرنے کو تیار ہوجائیں گے مگر دینی حمیت سے عاری ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے، جوش میں اُٹھ بیٹھے، پھر ارشاد فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم اس وقت تک نجات نہیں پاسکتے جب تک ان ظالموں کو گناہوں سے نہ روک دو"۔ (ترمذی وابوداود)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ ارشاد فرمایا "اللہ عزوجل نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو اس کے باشندوں سمیت الٹ دیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے رب! ان لوگوں میں تو تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لحظہ بھی کبھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شخص پر اور دوسرے لوگوں پر شہر کو الٹ دو، اس لیے کہ میری وجہ سے ایک لمحہ بھی اس کا چہرہ متغیر نہ ہوا" (رواہ بیہقی، از اللہ کے باغی مسلمان، مفتی رشید احمد)

آیئے! دیکھتے ہیں خود نبی ﷺ نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے والوں سے کیا سلوک کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے توہین رسالت پر کیا رویہ اختیار کیا، تابعین اور آئمہ نے کیا ردعمل ظاہر کیا اور گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سلوک کیا۔ فقہاء نے گستاخوں کے لیے کیا احکامات دیئے۔ اس بارے میں ائمہ سلف کے فتاویٰ بھی پڑھیے پھر فیصلہ فرمایئے کہ ان حالات میں آج عالم اسلام کی کیا ذمہ داری ہے۔

جیسا کہ قرآن خود بیان کرتا ہے کہ ''جو نفرت ان کافروں کی زبانوں سے ظاہر ہے وہ تو تم کو معلوم ہے اور جو بغض ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ بہت زیادہ ہے''۔ یہود و نصاریٰ شروع دن سے ہی شانِ اقدس ﷺ میں نازیبا کلمات کہتے چلے آرہے ہیں۔ کبھی یہودیہ عورتوں نے آپ ﷺ کو گالیاں دیں۔ کبھی کافر مردوں نے گستاخانہ قصیدے کہے۔ کبھی آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار پڑھے اور کبھی نازیبا کلمات کہے۔ (اُس زمانے میں شاعری کا دور دورہ تھا، کسی کی ہجو کے لیے قصیدہ کہا جاتا تھا، آج کافروں نے توہین کا انداز بدل دیا ہے اور فلموں کارٹونوں کے ذریعے مذاق اڑایا جاتا ہے۔) تو نبی ﷺ نے شانِ نبوت میں گستاخی کرنے والے بعض مردوں اور عورتوں کو بعض مواقع پر قتل کروایا۔ کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دے کر اور کبھی پورے پروگرام کے ساتھ روانہ کر کے۔ کبھی کسی صحابیؓ نے حُبِ رسول ﷺ میں خود گستاخِ نبیؐ کے جگر کو چیر دیا اور کبھی عزم کر لیا کہ خود زندہ رہوں گا یا گستاخِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کبھی نذر مان لی کہ فلاں گستاخ کو ضرور قتل کروں گا۔ جو گستاخ مسلمانوں کی تلوار سے بچے رہے، انہیں اللہ جل شانہ نے عذابوں میں مبتلا کیا۔ رسوائیوں کا شکار رہے۔ قبر نے اپنے اندر رکھنے کے بجائے باہر پھینک دیا کہ عبرت کا نمونہ بن جائے۔

''اگر وہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو ان کفر کے پیشواؤں کے ساتھ جنگ کرو۔'' (التوبہ،۱۲)

حافظ ابنِ کثیرؒ اس آیت کے ضمن میں واضح حکم لگاتے ہیں: ''جو آنحضرت ﷺ کی شان میں بدگوئی کرے، کوئی طعن یا عیب لگائے، وہ قتل کیا جائے گا''۔ (تفسیر ابنِ کثیر، ج ۲،ص ۳۷)

عصما بنت مروان کا قتل (۲۵ رمضان سن ۲ ہجری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ خطمہ قبیلے کی ایک عورت نے ہجو کی نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس عورت سے کون نبٹے گا۔ عمیرؓ بن عدی نے جا کر اسے قتل کر دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں یعنی اس عورت کا خون رائیگاں ہے اور اس میں کوئی دو آپس میں نہ ٹکرائیں۔ (الصارم المسلول۔ ۱۲۹)

بعض مورخین نے اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے عصما بنت مروان بنی عمیر بن زید کے خاندان سے تھی، وہ یزید بن زید بن حصن الخطیمی کی بیوی تھی، یہ رسول ﷺ کو ایذاء اور تکلیف دیا کرتی تھی۔ اسلام میں عیب نکالتی اور نبی ﷺ کے خلاف لوگوں کو اکساتی تھی۔ عمیر بن عدی الخطمی، جن کی آنکھیں اس قدر کمزور تھیں کہ جہاد میں نہیں جا سکتے تھے۔ ان کو جب اس عورت کی باتوں اور اشتعال انگیزی کا علم ہوا تو کہنے لگے کہ اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں نذر مانتا ہوں اگر تو نے رسول ﷺ کو بخیر و عافیت مدینہ منورہ لوٹا دیا تو میں اسے ضرور قتل کر دوں گا۔ رسول ﷺ اس وقت بدر میں تھے۔ جب آپ ﷺ غزوہ بدر سے تشریف لائے تو عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے تو اس کے اردگرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے۔ ایک بچہ اس کے سینے پر تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی۔ عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اس عورت کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ یہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ عمیر رضی اللہ عنہ نے بچے کو اس سے الگ کر دیا پھر اپنی تلوار کو اس کے سینے پر رکھ کر اس زور سے دبایا کہ وہ تلوار اس کی پشت سے پار ہوگئی۔ پھر نماز فجر رسول ﷺ کے ساتھ ادا کی۔ جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: کیا تم نے بنت مروان کو قتل کیا ہے؟ کہنے لگے: جی ہاں! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، اے اللہ کے رسول ﷺ۔ عمیر رضی اللہ عنہ کو اس بات سے ذرا ڈر سا لگا کہ کہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے خلاف تو قتل نہیں کیا۔ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس معاملے کی وجہ سے مجھ پر کوئی چیز واجب ہے؟ فرمایا کہ دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہ ٹکرائیں۔ پس یہ کلمہ رسول اللہ ﷺ سے پہلی مرتبہ سنا گیا۔ عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے اپنے اردگرد دیکھا تو فرمایا تم ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتے ہو، جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غیبی مدد کی ہے، تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لو یہ نابینا تو ہم سے بازی لے گیا، اس نے ساری رات عبادت میں گزاری۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ﷺ نے فرمایا: اسے نابینا نہ کہو، یہ بینا ہے۔ (الصارم المسلول، ص ۱۳۰)

ابو عفک یہودی کا قتل (شوال ۲ ہجری)

ابن تیمیہؒ مورخین کے حوالے سے شاتمِ رسول ابو عفک یہودی کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کا ایک شیخ جسے ابو عفک کہتے تھے، وہ ۱۲۰ سال کا بوڑھا آدمی تھا۔ جس وقت رسول ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ بوڑھا لوگوں کو آپ ﷺ کی عداوت پر بھڑکاتا تھا اور مسلمان نہیں ہوا تھا، جس وقت رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف نکلے اور غزوۂ بدر میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تو اس شخص نے حسد کرنا شروع کردیا اور بغاوت اور سرکشی پر اتر آیا۔ رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مذمت میں ہجو کرتے ہوئے ایک قصیدہ کہا۔ اس قصیدے کو سن کر عاشقِ رسول ﷺ سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ کی وہی حالت ہوئی جو ایک عاشق رسول کی ہونی چاہئے اور انھوں نے نذر مانی کہ میں ابو عفک کو قتل کروں گا یا اسے قتل کرتے ہوئے خود جان دے دوں گا۔ پس رسول ﷺ کی اجازت کی ضرورت تھی، جو مل گئی۔ سالم رضی اللہ عنہ موقع کی تلاش میں تھے، موسمِ گرما کی ایک رات ابو عفک قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے صحن میں سویا ہوا تھا۔ سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف آئے اور اس کے جگر پر تلوار رکھ دی، جس سے وہ بستر پر چیخنے لگا مگر اس مردود کا کام تمام کردیا۔

(الصارم المسلول، ص ۱۳۸)

انس بن زنیم الدیلمی کی گستاخی

انس بن زنیم الدیلمی نے رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی۔ اس کو قبیلہ خذاعیہ کے ایک بچے نے سن لیا، اس نے انس پر حملہ کردیا۔ انس نے اپنا زخم اپنی قوم کو آ کر دکھایا۔ واقدی نے لکھا ہے کہ عمرو بن سالم خزاعی "قبیلہ خزاعیہ" کے چالیس سواروں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدد طلب کرنے گیا۔ انھوں نے آ کر اس واقعہ کا تذکرہ کیا جو انھیں پیش آیا تھا۔ جب قافلے والے فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! انس بن زنیم الدیلمی نے آپ کی ہجو کی ہے تو رسول ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔

(الصارم المسلول، ص ۱۳۹)

ایک گستاخ رسول عورت

ایک عورت رسول ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''من یکفینی عدوی'' میری دشمن کی خبر کون لے گا؟ تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ (الصارم المسلول، ص ۱۶۳)

مشرک گستاخ رسول ﷺ کا قتل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

ترجمہ: ''مشرکین میں سے ایک آدمی نے رسول ﷺ کو گالی دی تو رسول ﷺ نے فرمایا: میرے اس دشمن کی خبر کون لے گا تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا تو رسول ﷺ نے اس کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔

(الصارم المسلول، ص ۱۷۷)

دشمن رسول ابورافع یہودی کا قتل

امام بخاریؒ نے ''الجامع الصحیح'' میں درج ذیل واقعہ نقل کیا ہے۔ یہ مثال ایک بہت بڑے اسلام دشمن اور دشمنِ رسول ابورافع یہودی کے بارے میں ہے۔ وہ رسول اکرم ﷺ سے خوب دشمنی رکھتا تھا اور لوگوں کو بھی رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کرنے پر ابھارتا تھا۔ صحیح بخاری میں اس بارے میں جو واقعہ ہے، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ اس کو یوں بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی (کے قتل) کے لیے چند انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا۔ ابورافع رسول اکرم ﷺ کو تنگ کیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ سرزمین حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا اور وہیں سکونت پذیر تھا۔ جب وہ اس قلعے کے قریب پہنچے تو سورج غروب ہو

چکا تھا۔ لوگ اپنے مویشی لے کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو چکے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو! میں (اس قلعہ پر) جا رہا ہوں اور دربان پر کوئی تدبیر کروں گا تاکہ میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ (قلعہ کے پاس) آئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر انھوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپا لیا جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہو۔ قلعہ کے تمام آدمی اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی۔ اے خدا کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو جلدی آ جا۔ میں اب دروازہ بند کر دوں گا۔ (سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا) چنانچہ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی حرکات وسکنات دیکھنے لگا۔

جب سب لوگ اندر آ گئے تو اس نے دروازہ بند کیا اور کنجیوں کا گچھا ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اب میں ان کنجیوں کی طرف بڑھا اور انہیں اٹھا لیا۔ پھر میں نے قلعہ کا دروازہ کھول لیا۔ ابو رافع کے پاس رات کے وقت داستانیں بیان کی جا رہی تھیں۔ اور وہ اپنے خاص بالا خانہ میں تھا۔ جب رات کے وقت قصہ گوئی کرنے والے (داستان گو) اس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو میں اس کے مخصوص کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس تک پہنچنے کے لئے اس دوران میں جتنے دروازے کھولتا تھا، انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر قلعے والوں کو میرے متعلق علم ہو بھی جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں جب تک میں اسے قتل نہ کر لوں۔ آخر میں اس کے قریب پہنچ ہی گیا۔ اس وقت وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ (سو رہا) تھا۔ مجھے کچھ اندازہ نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے؟ اس لئے میں نے آواز دی: ابو رافع! وہ بولا کون ہے؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اس وقت میرا دل دھک دھک کر رہا تھا، یہی وجہ ہوئی کہ میں اس کا کام تمام نہیں کر سکا۔ جب وہ چیخا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھہرا رہا۔ پھر دوسری مرتبہ اندر گیا۔ میں نے پھر آواز بدل کر پوچھا: ابو رافع یہ آواز کیسی تھی؟ وہ بولا تیری ماں غارت ہو۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے حملہ کیا ہے۔ (سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں

نے پھر (آواز کی طرف بڑھ کر) تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اگر چہ میں اس کو خوب لہولہان کر چکا تھا مگر وہ ابھی مرا نہیں تھا۔ اس لیے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ مجھے اب یقین ہو گیا کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں۔

چنانچہ میں نے ایک ایک کر کے دروازے کھولنے شروع کر دیے۔ بالآخر ایک زینے پر پہنچا۔ میں یہ سمجھا کہ میں زمین پر پہنچ چکا ہوں، (لیکن میں ابھی پہنچا ہی نہ تھا) اس لیے میں نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور نیچے گر پڑا۔ چاندنی رات تھی۔ اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی زخمی ہو گئی۔ میں نے اس کو اپنی پگڑی سے باندھ لیا اور آخر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ معلوم نہ کر لوں کہ آیا میں اسے قتل کر چکا ہوں یا نہیں؟ جب مرغ نے اذان دی تو اسی وقت قلعہ کی فصیل (دیوار) پر ایک آواز دینے والے نے کھڑے ہو کر آواز دی: لوگو! میں اہل حجاز کے تاجر ابورافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔ تب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا چلنے کی جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو میرے ہاتھوں قتل کرا دیا ہے۔

پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابورافع کے قتل کی اطلاع دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا پاؤں آگے کرو۔ میں نے اپنا پاؤں آگے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا، میرا پاؤں فوراً اتنا اچھا ہو گیا جیسے کبھی اس میں مجھ کو تکلیف ہوئی ہی نہ تھی''۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، ابورافع یہودی کے قتل کے بارے میں مذکورہ بالا حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں پر اچانک چھاپہ مار کاروائی کی جا سکتی ہے۔ جس سے مسلمانوں کو انتہائی درجہ کی اذیتیں لاحق ہو رہی ہوں۔

یہودی طاغوت کعب بن اشرف کا قتل

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ ستا رہا ہے''۔ اس پر سیدنا محمد بن

مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر ڈالوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں مجھے یہ پسند ہے۔ انہوں نے عرض کیا: کیا آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں گے کہ بقدر ضرورت اس سے جو مناسب سمجھوں، بات کرلوں؟ (خواہ ظاہراًوہ بری اور ناجائز ہی ہو) آپ ﷺ نے فرمایا: اجازت ہے۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اس سے کہا: یہ شخص (اشارہ رسول اکرم ﷺ کی جانب تھا) ہم سے صدقہ مانگتا رہتا ہے اور اس نے ہمیں مشقت میں مبتلا کرر کھا ہے۔ اس لیے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں۔ اس پر کعب بن اشرف کہنے لگا: ابھی آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا۔ خدا کی قسم! تم بالکل اکتا جاؤ گے۔ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: چونکہ ہم نے اس کی اطاعت کر لی ہے، اس لیے جب تک یہ معاملہ کھل نہ جائے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ انہیں چھوڑنا بھی مناسب نہیں۔ میں تم سے ایک وسق (ایک وسق ساٹھ (٦٠) صاع کے برابر ہوتا ہے جو تقریباً ایک سوتیس کلو کے برابر بنتا ہے) یا (راوی نے بیان کیا) دو وسق غلہ بطور قرض لینے آیا ہوں۔ (حدیث کے ایک راوی سفیان کہتے ہیں: ہم سے حدیث کے ایک راوی عمرو بن دینار نے یہ حدیث کئی مرتبہ بیان کی لیکن ایک وسق یا دو وسق غلے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کیا حدیث میں ایک وسق یا دو وسق غلے کا بھی ذکر ہے؟ انھوں نے کہا! میرا بھی خیال ہے کہ حدیث میں ایک وسق یا دو وسق کا ذکر آیا ہے)۔

کعب بن اشرف نے کہا: ہاں! میرے پاس کوئی چیز گروی رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کونسی چیز تم گروی چاہتے ہو؟ کعب بن اشرف نے کہا: اپنی عورتوں کو گروی رکھ دو۔ سیدنا مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم عرب کے نہایت خوبصورت مرد ہو، ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں، کل کلاں انہیں اسی بات پر گالیاں اور طعنے دیے جائیں گے کہ یہ تو وہی ہے نا کہ جسے ایک وسق یا دو وسق غلے کے بدلے گروی رکھا گیا تھا۔ یہ تو ہمارے لیے بہت بڑی ذلت ہوگی، البتہ ہم تمہارے پاس اپنے ''لامۃ''

گروی رکھ دیتے ہیں (حدیث کے ایک راوی سفیان کہتے ہیں: لائمہ سے مراد ہتھیار اور اسلحہ تھا)۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ملاقات کرنے کا وعدہ کیا۔ (کچھ دنوں کے بعد) وہ رات کے وقت کعب بن اشرف کے پاس آئے۔ ان کے ساتھ ابونائلہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور وہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ پھر اس کے قلعہ کے پاس جا کر انھوں نے آواز دی۔ وہ باہر آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا: اس وقت (اتنی رات گئے) باہر کہاں جا رہے ہو؟ کعب بن اشرف نے کہا: باہر محمد بن مسلمہ اور میرے رضاعی بھائی ابونائلہ ہیں۔

ویسے بھی ایک بہادر، معزز اور شریف آدمی کو اگر رات کے وقت نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو وہ نکل پڑتا ہے۔ عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ جب سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اندر گئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ سفیان سے پوچھا گیا: کیا عمرو بن دینار نے ان کے نام بھی لیے تھے؟ انھوں نے بتایا کہ عمرو بن دینار نے بعض کا نام لیا تھا۔ عمرو بن دینار کے علاوہ دوسرے راوی سفیان بن عیینہ نے ابوعبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر اپنے ساتھ دو آدمی اور لائے تھے۔ اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ جب کعب ہماری طرف آئے گا تو میں اس کے بال اپنے ہاتھوں میں لے لوں گا اور انہیں سونگھوں گا۔ جب تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ میں نے اس کا سر پوری طرح اپنے قبضے میں لے لیا ہے تو پھر تم تیار ہو جانا اور اسے قتل کر ڈالنا۔ عمرو بن دینار نے ایک دفعہ یہ بیان کیا کہ محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا پھر میں اس کا سر تمہیں بھی سنگھاؤں گا۔

بالآخر کعب بن اشرف چادر لپیٹے ہوئے باہر آیا۔ اس کے سر سے خوشبو پھوٹ رہی تھی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آج سے زیادہ عمدہ خوشبو میں نے پہلے کبھی نہیں سونگھی۔ عمرو کے سوا دوسرے راوی سفیان بن عیینہ نے بیان کیا: کعب بن اشرف اس بات پر بولا: میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بسی رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی اس کی کوئی نظیر نہیں۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں: محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہارے سر کو سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے کہا سونگھ سکتے ہو۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب بن اشرف کا سر سونگھا اور ان کے بعد ان کے ساتھیوں نے بھی سونگھا۔ پھر دوسری دفعہ

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے سر کو سونگھنے کی اجازت مانگی۔ اس نے دوسری دفعہ بھی اجازت دے دی۔ پھر جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے پوری طرح اسے اپنے قبضہ میں کرلیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ انھوں نے اسے قتل کر دیا پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کامیاب کارروائی کی اطلاع دی۔

ام ولد باندی کا قتل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ام ولد باندی تھی جو نبی ﷺ کو گالیاں دیتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی یہ اس کو روکتا تھا مگر نہ رکتی تھی، یہ اس کو ڈانٹتا تھا مگر وہ نہ مانتی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ایک رات پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنی شروع کی تو اس نابینا نے ہتھیار (خنجر) لیا اور اس کے پیٹ پر رکھا اور وزن ڈال کر دبا دیا اور مار ڈالا۔ جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ حضور ﷺ کے یہاں ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا: اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، جس نے کیا جو کچھ کیا، میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے تو نابینا کھڑا ہو گیا، لوگوں کو پھلانگتا ہوا، اس حالت میں آگے بڑھا کہ وہ کانپ رہا تھا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یا رسول ﷺ میں ہوں اسے مارنے والا، یہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی، میں اسے روکتا تھا وہ رکتی نہ تھی، میں دھمکاتا تھا وہ باز نہ آتی تھی اور اس سے میرے دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں وہ مجھ پر مہربان بھی تھی لیکن آج رات جب اس نے آپ کو گالیاں دینی اور برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے خنجر لیا اس کے پیٹ پر رکھا اور زور لگا کر اسے مار ڈالا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: لوگو گواہ رہو! اس کا خون بے بدلا (بے سزا) ہے۔

(ابوداؤد ص ۶، جمع الفوائد ص ۲۸۴ بحوالہ ابوداؤد، نسائی، کنز العمال ج ۷، ص ۳۰۴)

گستاخ یہودیہ کا قتل

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ عورت نبی ﷺ کو گالیاں

دیتی اور برا کہتی تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا، یہاں تک کہ وہ مرگئی تو رسول ﷺ نے اس کے خون کو نا قابل سزا قرار دے دیا۔ (ابوداؤد ص ۶۰، مطبع نور محمد)

اوپر والا قصہ تو مملوکہ باندی کا تھا مگر غیرت ایمانی نے کسی قسم کا خیال کیے بغیر جوش ایمانی میں جو کرنا تھا کر دیا تو حضور ﷺ نے اس کا بدلہ باطل قرار دیا۔ دوسرا قصہ غیر مملوکہ غیر مسلم کا ہے۔ دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور کی توہین کرنے والا مباح الدم (خون جائز) بن جاتا ہے اور حق کا علمبردار سزاؤں کا غیر مستحق ہو جاتا ہے بلکہ ثواب کا حق دار ہو جاتا ہے۔ اگر عورت بھی گستاخی کی مرتکب ہو تو اس کی سزا میں کمی واقع نہ ہوگی، شرعی حد کے طور پر قتل ہی کی جائے گی۔ (توہین رسالت اور اسکی سزا، از مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور)

سید المرسلین و خاتم الانبیاء ﷺ کا گستاخ بارگاہِ الوہیت میں کس حد تک گرا ہوا ہے، قرآن اس کی وضاحت ان آیات میں کرتا ہے:

ترجمہ: ''اور مت کہا مان ہر ایک قسم کھانے والے ذلیل کا۔ عیب کرنے والا، لوگوں کو چلنے والا ساتھ چغلی کے، منع کرنے والا بھلائی سے، حد سے نکل جانے والا، گنا ہگار، گردن کش، جھگڑالو، نطفہ حرام۔'' (القلم ۱۰۔۱۳)

ولید بن مغیرہ گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ نبی پاک ﷺ کو ایذا دیا کرتا تھا۔ مذکورہ آیات اس کے متعلق نازل ہوئیں اور قرآن نے اس گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ۹ نشانیاں بیان کیں:

۱۔ جھوٹا (جھوٹی قسم کھانے والا)، ۲۔ کذاب اور ذلیل، ۳۔ چرب زبان،
۴۔ چغل خور، ۵۔ بھلائی سے روکنے والا، ۶۔ حد سے بڑھ جانے والا،
۷۔ ناپاک اور پلید، ۸۔ سخت جھگڑالو، ۹۔ نطفہ حرام۔

فتح مکہ کے روز کچھ مجرموں کا خون رائیگاں؟

نبی اکرم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ کو کفار و مشرکین کے ہاتھوں سے آزاد کرایا تھا، آپ نے تمام اہل مکہ کے لیے آزادی کا پروانہ جاری کر دیا تھا سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے اس سے پہلے مسلمانوں کو بہت پریشان کر رکھا تھا خواہ وہ اپنے عمل اور کردار سے پریشان

کر رہے تھے یا اپنے قول اور گفتار سے پریشان کر رہے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنی مایہ ناز تصنیف ''فتح الباری'' شرح صحیح البخاری میں مشہور مورخ اسلام علامہ ابن ہشام نے اپنی معروف تالیف ''سیرت النبی ﷺ کامل'' میں اور دور حاضر کے عظیم مصنف فضیلۃ الشیخ صفی الرحمان مبارک پوری نے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر اپنی عالمی شہرت یافتہ کتاب ''الرحیق المختوم'' میں ان افراد کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ مختلف کتب تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے روز عام معافی کے اعلان کے باوجود جن کا خون رائیگاں قرار دیا گیا تھا وہ کُل تیرہ افراد تھے جن میں سے ۹ مرد اور ۴ عورتیں تھیں اور وہ درج ذیل تھے۔ (دوستی اور دشمنی، از ابو عمرو عبدالحکیم)

(۱) عبدالعزّیٰ بن خطل (۲) حارث بن نفیل (تاریخ میں اس کا نام حویرث ابنِ نقید بھی آیا ہے) (۳) مقیس بن صبابہ کنانی (۴) حارث بن طلاطل خزاعی (۵) ارنب (غالباً کنیت ام سعد تھی۔ یہ ابن خطل کی لونڈیوں میں سے ایک تھی) (۶) عبداللہ بن سعد ابی سرح (رضی اللہ عنہ) (۷) عکرمہ بن ابی جہل (رضی اللہ عنہ) (۸) ہبار بن اسود (رضی اللہ عنہ) (۹) کعب بن زبیر (رضی اللہ عنہ) (۱۰) وحشی بن حرب (رضی اللہ عنہ) (۱۱) ہند بن عتبہ (رضی اللہ عنہا)

(۱۲) قرتنا (یہ ابن خطل کی لونڈیوں میں سے ایک تھی، پہلے بھاگ نکلی بعد میں آ کر مسلمان ہوگئی) (۱۳) سارہ یا ام سارہ (یہ بنی مطلب میں سے کسی شخص کی لونڈی تھی، اسی کے پاس سے حاطب بن بلتعہؓ کا خط برامد ہوا تھا)۔

مذکورہ بالا فہرست میں سے اول الذکر پانچ تو اس اعلان کے مطابق قتل کر دیے گئے چاہے ان میں سے کوئی (ابنِ خطل) کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ رسولِ کریم ﷺ کے بارے میں گستاخیاں اور آپ ﷺ کو اذیتیں ان کی طرف سے انتہا کو پہنچی ہوئی تھیں۔ گویا اپنے قول وفعل سے پریشان کرتے تھے جبکہ بقیہ آٹھ افراد کا جرم قدرے کم تھا۔ انہوں نے اپنے جرائم سے توبہ کی، معافی کے خواستگار ہوئے، اسلام قبول کیا اور اسلام میں رہتے ہوئے اچھا کردار اور رویہ پیش کیا، لہٰذا ان کو معاف کر دیا گیا۔ (فتح الباری: ۴۰/۶۲، ۶۱۔ زاد المعاد: ۳/۴۱۱۔ سیرت النبی کامل ابن ہشام ۶/۴۸۰۔ الرحیق المختوم: ۶۰۰)

امام ابن تیمیہؒ نے الصارم المسلول میں تحریر کیا ہے کہ ابن خطل اشعار کہہ کر رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا اور دو باندیوں کو وہ اشعار گانے کے لیے کہا کرتا تھا۔ عبد العزیٰ ابن خطل اور دونوں باندیوں کو بھی اس گستاخی پر رسول ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر قتل کرنے کا حکم دیا۔ جن کے نام ارنب اور قرتنا تھے۔ ارنب قتل کی گئی۔ قرتنا بھاگ نکلی اور بعد میں آکر مسلمان ہوگئی۔ ابن خطل جان بچانے کے لیے کعبہ کا پردہ پکڑ کر لٹکا ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ ابن خطل تو کعبہ کے پردے سے لٹکا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے پھر بھی قتل کر دو۔

اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر حویرث ابن نقید کو قتل کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہ ان لوگوں میں شامل تھا جو رسول اکرم ﷺ کو ایذاء پہنچایا کرتے تھے۔ حاکمؒ نے بیان کیا یہ شاعر بھی تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا۔

حضرت ابو برزہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، وہ ایک شخص پر (کسی وجہ سے) غصہ ہوئے، اس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بہت سخت باتیں کیں، میں نے عرض کیا اے خلیفۂ رسول! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس کی گردن مار دوں۔ میرے اتنا کہنے سے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غصہ ختم ہوگیا، آپ اندر تشریف لے گئے، پھر مجھے پیغام بھیج کر اندر بلایا، میں حاضر ہوا تو فرمایا: ابھی تم نے کیا جملہ بولا تھا؟ میں نے وہ جملہ دھرا دیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی گردن مار دوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اگر میں اجازت دوں تو کیا تم یہ کر گزرتے؟ تو میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: نبی ﷺ کے بعد اب یہ کسی دوسرے کے لیے نہیں۔ (جمع الفوائد بحوالہ ابوداؤد و نسائی ص ۴۸۵)

سیف بن عمر التمیمی نے اپنی کتاب "الردۃ و الفتوح" نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ "مہاجر" جب علاقہ یمامہ کے امیر تھے، ان کی عدالت میں دو گلوکارہ لونڈیوں کا معاملہ پیش کیا گیا۔ ان میں سے ایک رسول کریم ﷺ کے مذمت میں اشعار گایا کرتی تھی۔ مہاجر نے اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا اور اگلے دونوں دانت نکال دیے۔ دوسری

گلوکارہ مسلمانوں کی ہجو کیا کرتی تھی، مہاجر نے اس کا بھی ایک ہاتھ کاٹ دیا اور اگلے دونوں دانت نکال دیے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ:

"تم نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرنے والی گلوکارہ کو جو سزا دی مجھے اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔ اگر مجھے پہلے پتہ چل جاتا تو میں تم کو اس کے قتل کا حکم دیتا۔ اس لیے کہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے جو سزا دی جاتی ہے، وہ دوسرے سزاؤں سے مختلف ہوتی ہے"۔ (الصارم المسلول، ص ۲۷۰)

قاضی عیاضؒ اس حدیث کے ذیل میں یوں رقم طراز ہیں:

"قاضی ابومحمد بن نصر فرماتے ہیں کہ تمام علماء نے اس مسئلہ میں ان کی تائید کی ہے اور کسی نے اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا۔ ائمہ حدیث نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کے غصہ کا سبب ہے، خواہ وہ کسی وجہ سے ہو یا حضور ﷺ کو زبانی یا عملی طور پر تکلیف پہنچائے وہ واجب القتل ہے"۔ (الشفاء ج ۲، ص ۱۹۶، اردو ترجمہ ص ۳۸۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ان کو خبر ملی کہ ایک مسجد کا منافق پیشِ امام ہر نماز میں سورۃ عبس پڑھتا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا کہ سورہ عبس تو وہ سورۃ ہے کہ جس میں رسول ﷺ کو تنبیہ کی گئی تھی، یہ امام ہر نماز میں اہتمام سے کیوں پڑھتا ہے۔ (سورۃ عبس کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ حریص تھے کہ مکہ کے سردار بھی ایمان لے آئیں تو ابوجہل کی رکھی گئی شرط پر کہ ہم رئیسانِ مکہ کی الگ محفل رکھو تو ہم تمہاری بات سنیں گے، ان کو دعوتِ دین دے رہے تھے۔ اتنے میں ابن مکتومؓ جو نابینا صحابی تھے محفل میں آ گئے۔ حضورؐ کو ناگوار گزرا کہ کہیں اس بات پر یہ لوگ اٹھ کر نہ چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ عبس کی آیات نازل کیں)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس منافق پیش امام کے گھر تشریف لے گئے۔ اس امام کو گھر سے باہر بلوایا اور پوچھا کہ تم ہر نماز میں سورۃ عبس کیوں پڑھتے ہو؟ اس امام نے کہا "بس مجھے پسند ہے"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی وقت تلوار

نیام سے نکالی اور اس کا سر قلم کر دیا۔ (تفسیر روح البیان، ج ۱۰، ص ۳۳۱، علامہ اسماعیل حقی)

مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا، جو رسولِ پاک ﷺ کو برا کہتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور سزا اسے قتل کیا اور پھر فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ یا انبیاء میں سے کسی کو برا کہے اس قتل کر دو''۔

نبی ﷺ کا فیصلہ نہ ماننا بھی گستاخی ہے اور ارتداد کا سبب ہے

دو شخص اپنا جھگڑا عدالتِ نبوی میں لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے کے خلاف سچے آدمی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا میں اس پر راضی نہیں ہوں۔ اس کے ساتھی نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ کہا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کروانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ وہ دونوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے قصہ بیان کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تمہارا فیصلہ وہی ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ اس کے منافق ساتھی نے اسے بھی تسلیم نہ کیا اور کہا ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔ چنانچہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا، اس نے کہا: ہم پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں۔ دونوں نے میرے حق میں فیصلہ صادر فرمایا ہے، مگر میرا ساتھی نہیں مانتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرے شخص سے پوچھا تو اس نے بھی واقعہ اسی طرح دہرایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر داخل ہوئے اور تلوار لے کر باہر آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار انکار کرنے والے شخص کے سر پر دے ماری اور اسے قتل کر دیا۔ تب یہ آیتِ کریمہ '' فلا و ربک'' (النساء ٦٦) نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جسے نبی ﷺ کا فیصلہ منظور نہیں، اس کا فیصلہ عمرؓ کی تلوار کرے گی''۔ پس معلوم ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے فیصلہ سے اختلاف کفر ہے۔ (تفسیر روح المعانی، جلد ۵، ص ٦٧، مطبوعہ بیروت۔ الصارم المسلول ص ۸۰۔ ۷۹۔ تفسیر مظہری جلد ۲، ص ۱۵۴)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس نے اسلام کے بعد کفر کیا، قتل کیا جائے گا اور وہ مباح الدم ہوگا''۔

(سنن نسائی، ج ۷، ص ۱۰۴)

حضرت علی ابن طالب سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جو کسی نبی کو برا کہے، اسے قتل کر دیا جائے۔ جو صحابہ کو برا کہے اسے کوڑے لگائے جائیں۔ (الصارم المسلول ۹۲:۲۹۹)

رسول ﷺ کے روضے میں ستون وفود کے بارے میں روایت ہے کہ وہاں جب مختلف علاقوں سے وفد آتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لے کر حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے کہ کوئی گستاخی سے بات نہ کرے۔

حضرت حصین کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ''جو شخص رسول کریم ﷺ کو گالی دے اسے قتل کیا جائے''۔ (الصارم المسلول، ص ۲۷)

نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کا قتل

آپ ﷺ بدر سے مدینے لوٹے تو نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ بدر کے قیدیوں میں سے کسی اور کو قتل نہیں کیا گیا۔ البرزا نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عقبہ پکارا: اے گروہ قریش! کیا بات ہے کہ مجھے باندھ کر قتل کیا جارہا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے کفر اور رسول اللہ ﷺ پر افتراء پردازی کی وجہ سے''۔ (الصارم المسلول، اردو ترجمہ ص ۲۰۱)

بدر کے تمام قیدیوں میں سے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کے لیے امتیازی سلوک کے بارے میں علامہ ابن تیمیہؒ رقم طراز ہیں ''تمام قیدیوں میں سے ان دو کے قتل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ اپنے قول و فعل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذاء دیتے تھے جو آیات نضر کے بارے میں نازل ہوئیں وہ معروف ہیں۔ اسی طرح عقبہ اپنی زبان اور ہاتھوں سے جو ایذاء دیتا تھا وہ بھی معروف ہے۔ اس شخص نے مکہ میں رسول کریم ﷺ

(میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں) کا گلا اپنی چادر سے پورے زور سے دبایا۔ یہ آپ ﷺ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ سجدہ کی حالت میں تھے تو اس نے آپ ﷺ کی پشت مبارک پر اونٹ کا اوجھ لا کر رکھ دیا تھا۔ (الصارم المسلول، اردو ترجمہ ص ۲۰۳)

عقبہ کے قتل پر آپ ﷺ کا اظہار اطمینان

تو بہت برا آدمی تھا۔ بخدا، میں نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کرتے ہوئے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو اس کے نبی ﷺ کو ایذاء دیتا ہو۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس نے تجھے قتل کر کے میری آنکھیں ٹھنڈی کیں"۔ (الصارم المسلول، اردو ترجمہ ص ۲۰۳)

سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جھوٹ منسوب کیا رسول ﷺ کی طرف۔ پس آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہما اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بھیجا فرمایا "تم دونوں جاؤ اگر تم پاؤ اس کو تو قتل کردو"۔

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جدجد جندعی یمن آیا، اسے عشق ہوگیا ان کی ایک عورت سے، پس اس نے کہا کہ رسول ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی نوجوان عورت کو میرے حوالے کردو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے عہد کیا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور وہ حرام کرتے ہیں زنا کو۔ پھر انہوں نے بھیجا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک شخص کو پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا، حضرت علی رضی اللہ عنہما اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو اور فرمایا ان سے "جاؤ، تم اگر پاؤ اسے زندہ تو قتل کردو اور اگر تم اسے مردہ پاؤ تو اسے آگ کے ذریعے جلا ڈالو"۔ (خصائص الکبریٰ جلد ۲، ص ۷۸)

علامہ ابن تیمیہؒ اس واقعے کو نقل کرنے کے بعد آگے لکھتے ہیں "جب وہ (حضرت علی) وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ سانپ کے ڈسنے سے مر چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسے آگ میں جلا دیا۔ تب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے مجھ پر دانستہ جھوٹ بولا وہ اپنا گھر دوزخ میں تلاش کرے۔" (الصارم المسلول ص ۲۳۱ اردو ترجمہ)

علامہ ابن تیمیہؒ اس حدیث کی صحت کے بارے میں لکھتے ہیں "اس حدیث کی

سند صحیح اور شروط العین کے مطابق ہے''۔ ہمارے نزدیک اس میں کوئی علت نہیں۔

(الصارم المسلول ص ۲۳۲ اردو ترجمہ)

وہ گستاخ رسول ﷺ "جن" قتل کر دیا گیا

فاکہی نے اخبار مکہ میں عامر بن ربیعہ، ابو نعیم نے ابن عباس سے دو دوسرے محدثین نے عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر صحابہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ مکہ کے پہاڑ ابو قبیس سے بلند آواز کے ساتھ چند اشعار اسلام کی برائی میں سنے گئے۔ یہ جن کی آواز تھی۔ اس میں یہ مضمون بھی تھا کہ مسلمانوں کو مار ڈالو۔ شہر سے بت پرستی مت چھوڑو۔ کفار بہت خوش ہوئے اور اترا کر کہنے لگے کہ غیب سے بھی تمہارے قتل اور شہر بدر کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بڑا صدمہ ہوا۔ نبی ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اطمینان رکھو، یہ آواز "مسعر" نامی جن کی تھی، بہت جلد اللہ اس کو سزا دے گا۔ تیسرے دن حضور ﷺ نے مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ آج بہت بڑا جن "مسحج" نامی میرے پاس آکر مسلمان ہوا اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ اس نے مجھ سے "مسعر" کو قتل کرنے کی اجازت چاہی اور میں نے اجازت دے دی، آج "مسعر" مارا جائے گا۔ مسلمان خوش ہو کر انتظار میں تھے۔ شام کے وقت اسی پہاڑ سے چند اشعار بلند آواز کے ساتھ سننے میں آئے، جن کا مضمون یہ تھا "ہم نے مسعر کو اس وجہ سے قتل کر دیا ہے کہ اس نے سرکشی کی، حق کی توہین کی اور برائیوں کا راستہ بنایا اور رسول پاک ﷺ کی شان میں بے ادبی کی، میں نے ایک چمکتی ہوئی تیز تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا ہے''۔

(معجزات رسول ﷺ ص ۱۴۸۔۱۴۹، سبحان الہند از مولانا احمد سعید دہلوی)

علامہ ابن تیمیہؒ یہ حدیث اس اضافت کے ساتھ نقل کرتے ہیں "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول ﷺ، اللہ اسے (مسحج جن کو) جزائے خیر دے۔

(الصارم المسلول ص ۲۰۸ اردو ترجمہ)

نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے کفر اور اس کی سزائے قتل کے بارے میں ائمہ اربعہ اور علماء امت کا اجماع

فقہ اسلامی میں ''سب وشتم'' سے کیا مراد ہے؟

عربی لغت میں ''سب'' کا معنی یہ ہے کہ ''کسی چیز کے بارے میں ایسے کلمات کہے جائیں جن سے اس چیز میں عیب ونقص پیدا ہو سکے۔ (مرقاۃ)

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''جو کلام عرف میں نقص، عیب، طعن کے لیے بولی جاتی ہو، وہ سب وشتم ہے''۔ (الصارم المسلول، ص۵۳۴)

معاملہ جب رحمتِ عالم ﷺ کی شان اور ذاتِ مقدسہ کا ہو تو احتیاط وادب کا لازم ہونا کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور نبوت سے اختلاف بھی اباحتِ دم کے زمرے میں آتا ہے، چہ جائیکہ آپ ﷺ کی مخالفت اور مذمت کی جائے۔ علامہ ابنِ تیمیہؒ اس سلسلہ میں یوں رقم طراز ہیں: ''اس کی مزید توضیح یہ ہے کہ اس کے محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے اعراض کرنے کی وجہ سے (جبکہ وہ معاہد نہ ہو) اس کا خون مباح ہو جاتا ہے اور ان حقوقِ واجبہ سے روگردانی کرنے کی بنا پر اس کو سزا دینا روا ہو جاتا ہے۔ یہ صورتحال محض اسے اس لیے پیش آتی ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز واحترام سے صرف سکوت اختیار کیا، لیکن جب اس کے عین برعکس وہ آپ ﷺ کی مذمت کرتا، گالی دیتا اور توہین کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کی سزا اباحت سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے کہ سزا کا تعین جرم کی نوعیت کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔

(الصارم المسلول، ص۵۹۳، اردو ترجمہ)

علامہ ابنِ تیمیہؒ مزید صراحت فرماتے ہیں کہ ''جب ہم کسی مشرک یا کتابی کو سنیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے رہا ہے تو ہمارے اور اس کے مابین کوئی عہد قائم نہیں رہتا بلکہ بقدرِ امکان واستطاعت ان سے جہاد وقتال ہم پر واجب ہے''۔

(الصارم المسلول، ص۲۹۱، اردو ترجمہ)

گالی کے معنی ومفہوم معلوم ہوجانے کے بعد دیکھئے گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا سے متعلق احکام الفقہ کیا ہیں اور ائمہ اربعہ کے فتاویٰ اور تصریحات کیا ہیں:

امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کا مذہب

علامہ خیرالدین رملی حنفی فتاوی بزازیہ میں لکھتے ہیں: ''شاتمِ رسول ﷺ کو بہر طور حداً قتل کرنا ضروری ہے۔ اس کی توبہ بالکل قبول نہیں کی جائے گی، خواہ یہ توبہ گرفت کے بعد ہو یا اپنے طور پر تائب ہو جائے کیونکہ ایسا شخص زندیق کی طرح ہوتا ہے، جس کی توبہ قابلِ توجہ ہی نہیں اور اس میں کسی مسلمان کے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس جرم کا تعلق حقوق العباد سے ہے، یہ صرف توبہ سے ساقط نہیں ہوسکتا، جس طرح دیگر حقوق (چوری، زنا) توبہ سے ساقط نہیں ہوتے اور جس طرح حدِ تہمت توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ یہی سیّدنا ابوبکرؓ، امام اعظمؒ، اہلِ کوفہ اور امام مالکؒ کا مذہب ہے''۔ (تنبیہ الولاۃ واحکام، ص ۳۲۸)

امام ابن عابدین شامی حنفیؒ امت کی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''تمام اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ گستاخِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل واجب ہے اور امام مالکؒ، امام ابولیثؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام اسحاقؒ اور امام شافعیؒ، حتیٰ کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ ان تمام کا مسلک یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے''۔ (فتاویٰ شامی، ج ۳، ص ۳۱۸)

فقہ حنفی کے ایک معتبر امام، امام ابن ہمامؒ لکھتے ہیں: ''جو بھی شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھے، وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ گالی دینے والا تو بطریقِ اولیٰ مرتد ہوگا، ہمارے نزدیک ایسے شخص کو بطورِ حد قتل کرنا ضروری ہے اور اس کی توبہ کو قبول کرتے ہوئے قتل معاف نہیں کیا جائے گا، اہلِ کوفہ، امام مالکؒ، بلکہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے یہی منقول ہے''۔ علماء نے یہاں تک فرمایا کہ گالی دینے والا نشے میں ہو تب بھی قتل کیا جائے گا اور معاف نہیں ہوگا۔ (فتح القدیر، ج ۴، ص ۴۰۷)

علامہ طاہر بخاریؒ اپنی کتاب خلاصہ الفتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ ''محیط میں ہے کہ جو نبی ﷺ کو گالی دے، آپ ﷺ کی اہانت کرے، آپ ﷺ کے دینی معاملات یا آپ ﷺ کی شخصیت یا آپ ﷺ کے اوصاف میں سے کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی کرے

چاہے گالی دینے والا آپ ﷺ کی امت میں سے ہو خواہ اہل کتاب وغیرہ میں سے ہو ذمی یا حربی، خواہ یہ گالی اہانت اور عیب جوئی جان بوجھ کر ہو یا سہواً اور غفلت کی بناء پر نیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا مذاق سے، ہر صورت میں ہمیشہ کے لئے یہ شخص کافر ہوگا اس طرح کہ اگر توبہ کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عنداللہ مقبول ہے اور نہ عندالناس اور تمام متقدمین اور تمام متاخرین و مجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ میں اس کی قطعی سزا قتل ہے۔ حاکم اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ وہ ایسے شخص کے قتل کے بارے میں ذرا سی نرمی سے بھی کام نہ لے"۔ (خلاصہ الفتاویٰ ص ۳۸۶، ج ۲)

خطابیؒ کا قول ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگو کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل معاف ہو جائے گا۔ (فتح القدیر ص ۳۳۲، ج ۵)

بزازیؒ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جیسے تمام حقوق العباد اور جیسا کہ حد قذف (تہمت کی سزا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی۔ بزازیؒ نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ انبیاء میں سے کسی ایک کو برا کہنے کا یہی حکم ہے"۔

امام مالکؒ کا مذہب

ابن قاسمؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ سے مصر سے ایک فتویٰ طلب کیا گیا، جس میں میرے فتویٰ کے بارے میں، جس میں کہ میں نے شاتمِ رسول علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تھا، تصدیق چاہی گئی تھی۔ اس فتویٰ کے جواب میں امام مالکؒ نے مجھ ہی کو اس فتویٰ کا جواب لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے یہ جواب لکھا کہ ایسے شخص کو عبرتناک سزا دی جائے اور اس کی گردن اُڑا دی جائے۔ یہ کلمات کہہ کر میں نے امام مالکؒ سے عرض کی کہ اے ابو عبداللہ! (کنیت امام مالکؒ) اگر اجازت ہو تو یہ بھی لکھ دیا جائے کہ قتل کے بعد اس لاش کو جلا دیا جائے۔ یہ سن کر امام مالکؒ نے فرمایا، "یقیناً وہ گستاخ اسی بات کا مستحق ہے اور یہ سزا اس کے لیے مناسب ہے۔ چنانچہ یہ کلمات میں نے امام موصوف کے سامنے ان کی ایماء پر لکھ

دیے اور اس سلسلے میں امام صاحب نے کسی مخالفت کا اظہار نہ کیا۔ چنانچہ یہ کلمات لکھ کر میں نے فتویٰ روانہ کر دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں اس گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو جلا دیا گیا''۔ (الشفاء، ج ۲، ص ۴۵۳، اردو ترجمہ)

ابنِ کنانہ کا حکام کو مشورہ

''مسبوط میں ابنِ کنانہؒ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی بارگاہِ رسالت میں گستاخی کا مرتکب ہو تو میں حاکمِ وقت کو مشورہ دیتا ہوں اور ہدایت کرتا ہوں کہ ایسے گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو پھونک دیا جائے یا براہ راست آگ میں جھونک دیا جائے''۔ (الشفاء، ج ۲، ص ۴۵۳، از قاضی عیاض مالکیؒ)

حکمِ قتل پر علمائے مالکیہ کی دلیل

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے علمائے مالکیہ نے ایسے گستاخ ذمی کے قتل کے حکم پر قرآنِ کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے:

''اور اگر وہ اپنی قسموں کو توڑیں اور عہد شکنی کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے بارے میں بدگوئیاں کریں، تو ان کفر کے سرغنوں سے لڑو''۔ (التوبہ، ۱۲)

اس آیتِ قرآنی کے علاوہ علمائے مالکیہ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بھی استدلال کیا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو اس کی گستاخیوں کی وجہ سے قتل کروایا تھا۔ اس گستاخ کے علاوہ اور دوسرے گستاخ بھی تعمیلِ حکمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قتل کیے گئے تھے۔ (الشفاء، ج ۲، ص ۴۴۶۔۴۴۷)

قاضی عیاض گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا تجویز فرماتے ہیں:

علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں، ''جو شخص بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا دین یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت میں نقص و عیب نکالے یا اسے ایسا شبہ لاحق ہو، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان، آپ

صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعداوت اور نقص وعیب کا پہلو نکلتا ہو، وہ دشنام دہندہ ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اور وہ یہ کہ اسے قتل کیا جائے۔ اس مسئلہ کی کسی شاخ کو نہ مستثنیٰ کیا جائے اور نہ اس میں شک وشبہ روا رکھا جائے خواہ گالی صراحتاً دی جائے یا اشارۃً۔ وہ شخص بھی اسی طرح ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعنت کرے یا آپ ﷺ کو نقصان پہنچانا چاہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بددعا کرے یا آپ ﷺ کی شان کے لائق نہ ہو یا آپ ﷺ کی کسی چیز کے بارے میں رکیک، بے ہودہ اور جھوٹی بات کرے یا جن مصائب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے ان کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگائے یا بعض بشری عوارض کی وجہ سے، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے، آپ ﷺ کی تنقیصِ شان کرے، اس بات پر تمام علماء اور ائمہ الفتویٰ کا عہدِ صحابہ سے لے کر اگلے تاریخی ادوار تک اجماع چلا آتا ہے"۔ (الصارم المسلول، ص ۵۴۷، اردو ترجمہ، غلام احمد حریری)

امام قرطبیؒ اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں:

مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کہا کہ کعب بن اشرف کو بدعہدی کر کے قتل کیا گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن ماردی جائے۔ (کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذاء رسانی کی وجہ سے مباح الدم بن گیا تھا)۔

اسی طرح کا جملہ ایک اور شخص ابن یامین کے منہ سے نکلا تو کعب بن اشرف کو مارنے والے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جا رہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم! اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو اسے قتل کر ڈالوں گا۔ علماء نے فرمایا ایسے شخص سے توبہ کے لیے بھی نہ کہا جائے گا بلکہ قتل کر دیا جائے گا جو نبی ﷺ کی طرف بدعہدی کو منسوب کرے۔ یہی وہ بات ہے، جسے حضرت علیؓ اور حضرت محمد بن مسلمہؓ نے سمجھا اس لیے کہ یہ تو زندقہ ہے"۔ (تفسیر قرطبی، ص ۸۲، جلد ۸)

اسلام (کافر ساب) کے قتل کو ساقط نہ کرے گا۔ اس لئے کہ یہ قتل نبی ﷺ کے

حق کی وجہ سے واجب ہو چکا ہے کیونکہ اس نے آپ ﷺ کی بے عزتی کی ہے، آپ ﷺ پر نقص وعیب لگانے کا ارادہ کیا ہے، اس لئے اسلام لانے کی وجہ سے بھی اس کا قتل معاف نہ ہوگا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہوگا بلکہ بدگوئی کی وجہ سے باوجود توبہ کے دونوں کو چاہے کافر ہو یا مسلم قتل کر دیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی، ص۸۴، ج۸)

امام شافعیؒ کا مذہب

امام شافعیؒ سے صراحتاً منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہیے۔ ابن المنذرؒ، الخطابیؒ اور دیگر علماء نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام شافعیؒ اپنی کتاب ''الام'' میں فرماتے ہیں:

''جب حاکمِ وقت جزیہ کا عہد نامہ لکھنا چاہے تو اس میں مشروط کا ذکر کرے۔ عہد نامے میں تحریر کیا جائے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کتاب اللہ یا دینِ اسلام کا تذکرہ نازیبا الفاظ میں کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھ جائے گی، جو امان اس کو دی گئی تھی، ختم ہو جائے گی اور اس کا خون اور مال امیر المومنین کے لیے اس طرح مباح ہو جائے گا جس طرح حربی کافروں کے اموال اور خون مباح ہیں''۔ (الصارم المسلول، ص۳۲-۳۳، اردو ترجمہ)

امام محمدؒ بن سحنون بھی اجماع نقل کرتے ہیں:

''اس بات پر علماء اجماع منعقد ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا اور آپ ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے بارے میں عذابِ خداوندی کی وعید آئی ہے۔ امت کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور جو شخص اس کے کفر اور اس کی سزا میں شک کرے وہ بھی کافر ہے''۔ (الدر مختار، ج۳، ص۳۱۷، نسیم الریاض، شرح الشفاء، ج۴، ص۳۳۸، الصارم المسلول، ص۲۵-۲۶، اردو ترجمہ)

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث ابن حجر عسقلانیؒ اپنی کتاب فتح الباری (ص ۲۳۶ ج ۱۲) میں لکھتے ہیں: ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا

کہ جو نبی ﷺ کو گالی دے اسے قتل کرنا واجب ہے۔ ائمہ شوافع کے معروف امام ابوبکر الفارسیؒ نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کو تہمت کے ساتھ برا کہے، اس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے، وہ توبہ کرے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہوگا کیونکہ قتل اس کے تہمت لگانے کی سزا ہے اور تہمت کی سزا توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب

"جو شخص رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ ﷺ کی توہین کرے، خواہ وہ مسلم ہو یا کافر، تو وہ واجب القتل ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے"۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ہر آدمی جو ایسی بات کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی تنقیصِ شان کا پہلو نکلتا ہو، وہ واجب القتل ہے؛ خواہ مسلم ہو یا کافر، یہ اہلِ مدینہ کا مذہب ہے۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف گالی کا اشارہ کرنا ارتداد ہے، جو موجبِ قتل ہے۔ یہ اسی طرح جیسے صراحتاً گالی دی جائے۔

علامہ ابن تیمیہؒ اپنے امام کا عقیدہ ارقام فرماتے ہیں: "ابوطالب سے مروی ہے کہ امام احمدؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو رسول کریم ﷺ کو گالیاں دیتا ہو۔ فرمایا: اسے قتل کیا جائے کیونکہ اس نے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے کر اپنا عہد توڑ دیا"۔

حربؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمدؒ سے ایک ذمی کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے رسول کریم ﷺ کو گالی دی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اسے قتل کیا جائے"۔

امام احمدؒ نے جملہ اقوال میں ایسے شخص کے واجب القتل ہونے کی تصریح ہے، اس لیے کہ اس نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ اس مسئلہ میں ان سے کوئی اختلاف منقول نہیں۔

(الصارم المسلول، ص ۲۷۔ ۲۸، اردو ترجمہ)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کو گالی دینے والے، آپ ﷺ کی توہین کرنے والے کے کفر اور اس کے مستحقِ قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (امام

ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) سے یہی منقول ہے۔

(فتاویٰ شامی، ج ۳، ص ۳۲۱)

ائمہ اربعہ کی تصریحات کے بعد چاروں مذاہب کے جید اور محقق علمائے کرام نے اس خاص مسئلہ پر چار انمول کتب تصنیف فرما کر اتمامِ حجت کر دیا ہے اور ان میں گستاخِ رسول کی سزا اپنے اپنے زاویہ نظر سے ''حداً قتل'' قرار دی گئی ہے۔ ان کتب کے نام درج ذیل ہیں:

۱) کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، مرتبہ قاضی عیاض اندلسی مالکی متوفی ۵۵۴ھ

۲) الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول، مولفہ امام حافظ ابنِ تیمیہ حنبلی متوفی ۷۲۸ھ

۳) السیف المسلول علیٰ شاتم الرسول، مولفہ امام تقی الدین سبکی شافعی متوفی ۷۵۶ھ

۴) تنبیہ الولاۃ والحکام علیٰ احکام شاتم خیر الانام ﷺ، علامہ شامی حنفی

نبیِ پاک ﷺ کی سنت کی مخالفت بھی کفر ہے

''اگر کسی شخص نے بیان کیا کہ ناخنوں کا کاٹنا نبی علیہ السلام کی سنت ہے اور سننے والے نے کہا ٹھیک ہے سنت تو ہے مگر میں پھر بھی نہیں کاٹتا، اس سے بھی وہ کافر ہو جائے گا۔'' (خلاصۃ الفتاویٰ، ج ۴، ص ۳۸۶)

امام ابو یوسفؒ کا واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ مامون کے سامنے بیان کیا گیا کہ نبی ﷺ کدو پسند فرماتے تھے۔ ایک آدمی فوراً بولا: میں اسے پسند نہیں کرتا۔ حضرت امام ابو یوسفؒ نے حکم دیا کہ تلوار اور چمڑا لایا جائے (جو قتل کے لئے منگوایا جاتا ہے) اس آدمی نے کہا میں نے جو کچھ ذکر کیا اس سے اور تمام موجبات کفر سے استغفار کرتا ہوں۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ امام ابو یوسفؒ نے اسے چھوڑ دیا اور قتل نہیں کیا۔ اسی قسم کا ایک واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ مامون کے زمانے میں ایک شخص سے پوچھا گیا کہ اگر کسی نے جولاہے کو قتل کیا تو کیا حکم ہے؟ جواب دینے والے نے (قتل کے حکم شرعی کا) مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ ایک خوبصورت تروتازہ باندی دینی ہوگی۔ مامون نے یہ

جواب سنا تو جواب دینے والے شخص کی گردن اڑانے کا حکم دیا جس پر عمل کیا گیا اور مامون نے کہا کہ یہ شریعت کے احکام کا استہزاء ہے اور شریعت کے کسی بھی حکم کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ (شرح الفقہ الاکبر للقاریؒ ص ۱۳۲ تا ص ۱۳۴)

دیوبندی مسلک کے فتاویٰ

حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

''انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی اور اہانت کرنا کفر ہے'' (امداد الفتاویٰ، ج ۵، ص ۳۹۳)

فتاویٰ دار العلوم دیو بند میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف فواحش کی نسبت کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: ''یہ کفر ہے کیونکہ یہ چیز انہیں گالی دینے اور ان کی توہین وتحقیر کے برابر ہے۔'' (فتاویٰ دار العلوم دیو بند، ص ۳۶۲، فتاویٰ عالمگیری مصری، ج ۲، ص ۲۶۳)

مولانا سیّد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ یا اس کے رسول ﷺ کو گالی دی تو وہ کافر ہے''۔

(اکفار الملحدین، ص ۱۱۹، فتاویٰ شامی، ج ۳، ص ۳۱۷)

شیخ العرب والعجم سیّد حسین احمد مدنیؒ لکھتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ کے بارے میں الفاظِ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معنی حقیقتاً مراد نہیں لیتا بلکہ معنی مجازاً مراد لیتا ہے تاہم ایہامِ گستاخی و اہانت واذیت ذاتِ پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں کہ اس میں گستاخی، اہانت اور اذیت کا وہم پایا جاتا ہے اور یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے لفظ ''راعنا'' بولنے سے منع فرمایا اور ''انظرنا'' کا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا۔ پس ان کلماتِ کفر کے بکنے والے کو منع شدید کرنا چاہیے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آئے تو قتل کر دیا جائے کہ موذی حق تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرم ہے''۔

(الشہاب الثاقب، ص ۵۰، لطائفِ رشیدیہ ص ۲۲)

غیر مقلدین کے فتاویٰ

مذاہب اربعہ کی ان بے پایاں تصانیف اور خدمت کے بعد غیر مقلدین کے مشہور ومعروف اور معتبر عالم علامہ وحید الزمانؒ بھی اس موقف کی تائید کرتے ہیں:

"کسی نبی کی تحقیر یا توہین کفر ہے..... مسلمان نہ جناب خاتمِ رسالت ﷺ کے ساتھ بے ادبی کرنے کو گوارہ کریں گے اور نہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ، نہ کسی اور نبی کے ساتھ اور جو کوئی جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بے ادبی کرے گا اس مردود کو بھی ہم اسی طرح ماریں گے اور قتل کریں گے جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے ادبی کرنے پر اسکو ماریں گے اور قتل کریں گے"۔ (حاشیہ سنن ابن ماجہ، مترجم علامہ وحید الزماںؒ، حاشیہ بر باب ذکر البعاث، ص ۳۹۶، مطبوعہ: الحدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور)

بریلوی مسلک کا فتویٰ

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلویؒ االاشباہ والنظائر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"نشے کی حالت میں کسی مسلمان کے منہ سے کلمہ کفر نکل گیا تو اسے کافر نہ کہیں گے اور نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشے کی بے ہوشی سے بھی صادر ہو تو اسے معافی نہ دیں گے"۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۴۰)

گستاخِ رسول ﷺ کے لیے معافی ایک دھوکہ ہے!

بعض اخباروں میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ کارٹونسٹ نے معافی مانگ لی کہ "اگر" کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو میں اس سے معافی چاہتا ہوں، حالانکہ معروف ہستیوں کے نام لے لے کر اُن کی توہین کرنا آزادیِ اظہار نہیں، لیکن پھر بھی معافی ایک دھوکہ ہے، کیونکہ یہ پہلی مرتبہ ایسا نہیں کیا گیا بلکہ بار بار کیا گیا ہے اور اس پر تمام دنیا کے اہل ایمان سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ "معافیاں" مانگی گئی ہیں لیکن محسوس ہوتا ہے کہ گستاخیاں کرنا اور پھر اس پر "معافی" مانگنا ان کا وتیرہ بن چکا ہے۔ اللہ کے محبوب ترین ہستیوں کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرنا بھی اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کو ایذا پہنچانا، دنیا اور آخرت میں اپنے اوپر، اپنے حمایتیوں پر، اپنے ہمنواؤں پر بلکہ ساتھ میں بہت سے عوام پر بھی عذابوں کا مطالبہ کر لینا ہے۔

ظاہر ہے کہ اوّل تو اُن سے معافی طلب نہیں کی گئی جس ہستی کو ایذا پہنچائی گئی۔ دوسرے

شریعت میں معافی کی گنجائش ہی نہیں اور وہاں سے معافی حاصل ہی نہیں ہو سکتی، تو یہ سارے عالم کو دھوکہ دے کر اندھا بنانا ہے۔

پھر یہ کہ کارٹونسٹ اور اُس کے سرپرستوں کے بیان میں ''اگر'' کا لفظ بتا رہا ہے کہ اب بھی اُن کے نزدیک کوئی بات اہانت، تذلیل و تحقیر کی واقعی نہیں ہوئی، اگر کسی کو خوامخواہ تکلیف ہوئی ہو تو معافی چاہتے ہیں۔

ذرا غور تو کریں کہ معافی اور وہ بھی صرف اُس وقت کے متنبہ کرنے والوں سے اور پھر اپنی نظر میں غیر واقعی بات کہ ''اگر'' ہو تو، یہ کیا معافی مانگنا ہوا، یہ تمام دنیا کو دھوکہ دینے کے سوا اور کیا ہے؟ یاد رکھئے اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ وہ دلوں کا حال خوب جانتے ہیں۔

دنیا بھر کے اربوں مسلمانوں کو جو اس وقت سخت اضطراب کی آگ میں بھن رہے ہیں اور تڑپ تڑپ جا رہے ہیں کیا اس دھوکہ سے ان کو کوئی سکون ہو سکتا ہے؟ جب مسلمانوں کو شرعی طور پر معاف کرنے کا حق ہی نہیں ہے تو کیا وہ عذاباتِ الٰہی جو ایسے عرش ہلا دینے والے گناہوں پر بے قرار ہو کر برس پڑتے ہیں، اس سے ان کی کوئی رکاوٹ ہو سکتی ہے؟

احکامِ الٰہی، ارشاداتِ نبوی، اجماعِ امت، قیاسِ شرعی، عقلِ سلیم، ہتکِ عزّت کا قانون تمام دنیا کی قوموں اور مملکتوں میں دیکھ چکے ہیں تو اس کے سوا کیا چارہ کار ممکن ہے کہ ان توہین کرنے والوں اور ایذا دینے والوں کے وجود سے زمین و آسمان کو پاک کر دیا جائے، یہی اصل توبہ ہے، چاہے وہ بدبخت مسلمان ہو، ذمی ہو یا حربی کافر ہو۔

عقلی وجوہات

سب جانتے ہیں کہ رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کے منتخب کئے ہوئے وہ اعلیٰ ہستی ہیں جن کے لئے اللہ نے اس دنیا کو قائم کیا اور تمام انبیاء پر مقدم رکھا، جو ان کی توہین کرے، برا کہے یا مذاق اڑائے ایسے لوگ یا ان کا ساتھ دینے والے آخر کیسے اللہ کے عذاب سے بچ

سکتے ہیں، یہ خدائی احترامات کو پامال کرنے کا جرم ہے جو انتہائی خطرناک اور ناقابلِ معافی گناہ ہے، چاہے ایسا کرنے والا پہلے مسلمان ہو پھر مرتد ہو کر دوبارہ اسلام قبول کر لے، چاہے ذمی یا حربی کافر ہو اور توہین کرنے کے بعد اسلام قبول کر لے۔ اسی طرح توہین کرنے والوں کو بے قصور تصور کرنا یا پھر یہ کہہ کر ان کے جرم کو ہلکا کرنا کہ وہ توہین کرتے ہیں تو کسی وجہ سے نہیں بلکہ اُن کو اس بات کی اہمیت ہی معلوم نہیں کہ رسول ﷺ ہمارے لئے کیا ہیں۔ یہ کہہ کر ان کو معاف کرنا اتنا ہی بڑا گناہ ہے جتنا کہ توہین کرنے والا شخص گناہگار ہے۔ کیونکہ برائی کو بُرا نہ سمجھنا بھی گناہ ہی ہے، جس طرح ظلم پر خاموش رہنا بھی ظالم کا ساتھ دینا ہوتا ہے۔ پھر کافر اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے کیا درجہ رکھتے ہیں، جبھی تو وہ اُن کی طرح طرح سے توہین کرتے ہیں۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ''اگر کوئی شخص اپنے نبی کی شان میں گستاخی سن کر خاموش رہے، تو وہ شخص بھی اُس نبی کی امت سے خارج ہو جاتا ہے''۔

(تحفظ ناموسِ رسالت اور گستاخِ رسول کی سزا، ص ۳۲۳، شائع کردہ عالمی تحفظ ختم نبوت، ملتان)

ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ معمولی آدمی کی ہتکِ عزت بڑا جرم ہے اور ہر حکومت میں یہ جرم قابلِ سزا ہوتا ہے۔ اور جب ہتکِ عزت انتہائی معززین کی ہو تو انتہائی سزاؤں کا مستحق ہوتا ہے۔

تمام قوموں سے ایک سوال

اسرائیل ہو یا ساری دنیا، مشرق و مغرب شمال جنوب کی کوئی مملکت یا اقوامِ متحدہ یا کوئی ادارہ جس میں انسانیت کی کوئی رمق باقی ہو، بلکہ دنیا بھر کے ہر ہر فرد سے یہ سوال ہے کہ اگر کوئی مسلمان یا دوسرے دین کا کوئی فرد آپ کے نبیوں، مقتداؤں، دین کے ستونوں اور ان کے اہلخانہ کے نام لے لے کر یہ انتہائی برا کام کرے کہ ایک دن کو مقرر کر کے کارٹون ڈے منائے اور اس کو کرنے سے پہلے اعلان کرے کہ جو بھی حصہ لینا چاہے اسے دعوت عام ہے، اور آپ کو اس پر طاقت و قدرت حاصل ہو تو آپ اُس کے ساتھ کیا کریں گے؟

اگر یہ حرکت عالمِ انسانیت کسی طرح اپنے لئے قطعی برداشت نہیں کر سکتی تو اُس

وقت وہ انسانیت کہاں غائب ہو جاتی ہے جب ہمارے پیارے نبی ﷺ کی بات آجاتی ہے؟ کیا آپ برداشت کر سکتے ہیں؟ کیا آپ اُس وقت آگ بگولہ نہ ہوں گے؟

مسلمانوں سے سوال

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دینے والوں سے متعلق قرآنی آیات آپ کے سامنے ہیں۔ رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا گستاخوں کے ساتھ معاملہ آپ کے علم میں آگیا۔ احکاماتِ فقہ، فتاوی ائمہ، علماء کے ردِعمل اور اجماعِ امت سے واقف ہونے کے بعد اب کوئی ابہام نہیں رہا کہ توہینِ رسالت کی سزا قتل کے سوا کچھ نہیں اور معافی کا کوئی تصوّر نہیں۔

آخر ہم نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی ناموس کی حفاظت کا اب تک کتنا حق ادا کیا؟ وہ نبی ﷺ جو تمام عمر یہی دعا کرتے رہے کہ یا اللہ میری امّت کو بخش دے اور جب اس دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو اُن کے لبوں پر یہی الفاظ تھے کہ یا اللہ میری امّت کو بخش دے۔ نہ کبھی اپنے لئے اللہ پاک سے سوال کیا نہ اپنی اولادوں کے لئے کچھ مانگا، ہمیشہ امّت کا غم دل میں رکھا۔ وہ جن کی دعاؤں سے آج ہم اجتماعی تباہی سے بچے ہوئے ہیں، ورنہ وہ کون سا گناہ ہے جو امّتِ محمدیہ نہیں کر رہی جن کی وجہ سے پچھلی قوموں کو اللہ جل شانہُ نے عذاب میں پکڑا اور صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ ہم ایسے کریم شفقت کرنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے الفاظ یا توہین آمیز خاکے کیسے برداشت کر لیتے ہیں؟ اپنی بزدلی اور ایمانی کمزوری کا اقرار کرنے کے بجائے یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلّی دے لیتے ہیں کہ اب تو انہوں نے معافی مانگ لی، حالانکہ شریعت میں اِس جرم کی تو معافی ہے ہی نہیں۔

دین ہم تک پہنچانے والے کی ناموس کی حفاظت کے لئے ہم کھڑے نہ ہوئے تو ہمیں مسلمان کہلانے کا کیا حق ہے۔ یہ آیت شاید ہم جیسوں کے لئے ہی نازل ہوئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے۔ تم کہہ دو کہ ابھی ایمان تو تمہارے دلوں میں اُترا ہی نہیں، بلکہ یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے۔ (الحجرات،۱۴)

آج ہمارا زمانہ بھی صحابہؓ کے دور سے قریب تر ہے۔ جو اجر صحابہ کرامؓ نے سمیٹ لیا اب وہ کوئی اور نہیں پا سکتا، انہوں نے اسلام کی بنیاد رکھی، انہوں نے اُس وقت دین کو تقویت دی جب چاروں طرف کفر کی ظلمت چھائی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے چاروں طرف پھیلے کافروں سے ٹکر لی، خاص طور پر اُس وقت کی دو بڑی سلطنتوں روم اور فارس کی شوکت کو توڑا۔ ان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ان کو بلا واسطہ رسول اللہؐ کی صحبت نصیب ہوئی ۔ آج اسلام پھر غریب الوطن ہے۔ آج ہمارے زمانے میں بھی ساری دنیا پر عالمِ کفر چھایا ہوا ہے اور کہنے کو تو بہت سارے اسلامی ممالک بھی ہیں، لیکن کسی بھی ملک میں شرعی اسلامی حکومت نہیں ہے، ہر اسلامی ملک نے سربراہ چننے کا جو نظام اپنایا ہوا ہے، اس میں کسی صورت عالمِ کفر کی مرضی کے برخلاف کوئی اسلامی ذہن رکھنے والا شخص منتخب ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ اور بھی خطرناک وقت ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنے کی کوشش کرنے والوں کو صرف کفار سے ہی نہیں ٹکرانا ہوتا ہے بلکہ ان کی حفاظت کرنے والے مسلمان اتحادیوں کی مخالفتوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارا زمانہ بعینہ صحابہؓ کی طرح نہیں پھر بھی ان سے مماثلت رکھتا ہے۔ ہم میں سے اکثر یہ ذکر کرتے ہیں کہ ہم اگر دورِ صحابہؓ میں ہوتے تو اسلام کی فلاں خدمت کرتے، رسول ﷺ کی خدمت کر کے انوارات سمیٹتے۔ ذرا آنکھ بند کر کے تصور کریں، نبی ﷺ اپنے روضے مبارک میں تشریف فرما ہیں، فرشتے امت کے اعمال اور حالات آپ ﷺ کو پیش کر رہے ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دل گرفتہ ہیں... ہاں مدینے کی طرف کان لگا کر سنیں... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

"من یکفینی عدوی" میرے دشمن کی خبر کون لے گا؟ یہ ہم کو ایذا دیتے ہیں۔ اب آنکھ کھول لیں... ہاں، اب آنکھ کھول ہی لیں، اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں آپ میں ایمان کی کتنی رمق باقی ہے؟ یقیناً ہر مومن کہے گا "میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ"۔

ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا "آخری وقتوں میں لوگوں کی ایک ایسی نسل ہوگی کہ جن میں سے ایک کا اجر پچاس کے برابر ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا کہ ہم میں سے پچاس

یا اُن میں سے پچاس۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا، تم میں سے پچاس''۔

("اللہ ہمیں فتح کے لیے تیار کر رہا ہے"، امام انور العلوقی)

اتنے زیادہ اجر کا ذکر کیوں فرمایا... حالات کی سختیوں کی وجہ سے۔ تو جب اجر بٹنے کا وقت ہے پھر پیچھے رہنا کون چاہے گا۔ ہاں، جنت کے اعلیٰ درجات تو قربانیوں سے ہی حاصل ہوتے ہیں، لہٰذا سوچیں اور سمجھیں اپنے اعمال پہ نظر کریں، اپنی صلاحیتوں کو ٹٹولیں اور دین کی سربلندی اور ناموسِ رسالت ﷺ کی حفاظت کے لئے استعمال کریں۔ رسول ﷺ کو کافروں سے اتنی تکلیف نہیں پہنچتی جتنی اپنی امت کے رویہ سے پہنچتی ہے۔ اس دنیا سے آگے بھی ایک دنیا ہے، جہاں ہمیں جانا ہے، کسی کی سفارش یا مصلحت کام نہیں آئے گی، اس دنیا میں تو ہم اپنے آپ کو دھوکہ دے سکتے ہیں مگر وہاں اللہ تعالیٰ سب کھول کر رکھ دیں گے۔ جو صراطِ مستقیم پر چلے گا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرے گا اُسی کا بیڑا پار ہوگا۔

اے ربُّ العالمین ! آپ مقلب القلوب ہیں۔ ہماری کمزوریوں سے بھی واقف ہیں۔ نبی ﷺ کی حرمت وہ آخری چیز ہے جس پر امّت مسلمہ غیرت کھا کر، بے حسی اور مصلحت کوشی چھوڑ کر آپ کے نافرمانوں کے سامنے ڈٹ کر کھڑی ہو سکتی ہے، ہماری حالت پر رحم فرما کر ہمیں عزت اور غیرت کی زندگی عطا فرمائیے، کہ حضورِ پاک ﷺ کے جمال سے ہم اس خطّہ کو مطہر، منور اور معطر کر دیں اور حضورِ پاک ﷺ کے جلال سے غیرت حاصل کر کے جہاد کو طرزِ زندگی کے طور پر اپنا کر عشقِ بلاخیز کا قافلۂ سخت جان بن جائیں کہ میرِ عرب کو یہاں سے ٹھنڈی ہوائیں پہنچیں۔۔۔

اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا... اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا... اے اللہ! تو گواہ رہنا۔



تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

☆......مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ارشادات کی روشنی اور شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی امارت اور قیادت میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆......اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆......آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆......یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کیے گئے۔

☆......برطانیہ میں سالانہ ختم بنوت کانفرنس کا اہتمام، ملتان میں علماء کے لئے سالانہ سہ ماہی ردِ قادیانیت کورس۔

☆......چناب نگر شعبہ پرائمری، ماہنامہ لولاک ملتان ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆......تحفہ قادیانیت ۶ جلدیں، احتساب قادیانیت 30 جلدیں، دیگر ردِ قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆......اردو، انگریزی، عربی میں ردِ قادیانیت پر فری لٹریچر۔

☆......انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک، ہفتہ روزہ ختم نبوت اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔